هفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مد ظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۲ اپریل سنہ ۱۹۶۰ء

ہدیہ چار آنے

"یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور"

لال دین اخگر

حرمِ پاک کی یاد

حرم کی یاد سے خوابیدہ دِل بیدار ہوتے ہیں — خدائے دو جہاں کی یاد میں سرشار ہوتے ہیں
وہ بُنیادِ خلیلؑ اللہ۔ وہ تعمیرِ ذبیحؑ اللہ — زہے قسمت! زہے قسمت وہ قبلۂ رسولؐ اللہ
وہ کعبہ فِیہ آیاتٌ ہے جس کی شان میں نازل — براہیمی مقام و چاہِ زمزم کا ہے وہ حامِل
جسے زیرِ فلک رشکِ جناں دارُ الاماں کہیئے — جسے فخرِ جہاں کہیئے، جسے جنّت نشاں کہیئے
مناسب ہے، اُسے ارواح کا دارالشفاء لکھئے — مناسب ہے، اگر اس بیت کو بیتِ خدا لکھئے
درِ اقدس، حطیم و حجرِ اسود دِل کی راحت ہیں — غلافِ اسودیں کے جلوے، سامانِ محبّت ہیں
نبوّت کا ہے گہوارہ، رسالت کی یہ منزل ہے — مِری نظروں میں یہ خالق کے دیوانوں کی محفل ہے
وہ فِردوسی فضائیں، مجھ کو ہردم یاد آتی ہیں — وہ آنسو، وہ دُعائیں مجھ کو ہردم یاد آتی ہیں
لپٹنا وہ عقیدت میں در و دیوارِ کعبہ سے — منوّر رُوح کا ہونا اُدھر انوارِ کعبہ سے
کبھی رونا، کبھی تکنا، کبھی محوِ دُعا ہونا — مُبارک صد مُبارک قدسیوں کا ہم نوا ہونا
طوافِ کعبہ کا منظر، سراپا طُور کی دُنیا — وہ ہر سُو جذب و محویّت، وہ ہر سُو نور کی دُنیا
یہاں اخیار آتے ہیں، یہاں ابرار آتے ہیں — یہ مرکز اصفیا کا ہے، یہاں احرار آتے ہیں
وہ سوڈانی، وہ ایرانی، وہ یونانی، وہ تورانی — وہ کرمانی و ساسانی و دُرّانی و افغانی
اِدھر مِصری، اُدھر ترکی، اِدھر جاوی! وہ ہمدانی — یہاں مکّی وہاں مدنی، ہر اک پر نورِ یزدانی
کہیں حُفّاظ کے حلقے، کہیں وہ درسِ قرآنی — اِدھر نغماتِ نورانی، اُدھر اذکارِ سُبحانی
وہ رُوحانی فضائیں، ذرّہ ذرّہ نور افشاں تھا — وہ آنسو، اور آہیں، چہرہ چہرہ ماہِ تاباں تھا
خداوندا دعائے بے نوا منظور ہو جائے — حرم کی دید سے پھر جان و دِل مخمور ہو جائے

درِ کعبہ پہ جانے کی وہی توفیق ارزاں کر
خزاں دیدہ چمن اخگر کا رشکِ صد بہاراں کر

ہفت روزہ خدام الدین - لاہور

جلد ۵ | جمعۃ المبارک مؤرخہ ۲۵ شوال المکرم ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۲ اپریل ۱۹۶۰ء | نمبر ۵

عبرتناک

چند روز ہوئے اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ پاکستان کے سابق صدر نے جو آج کل انگلستان میں مقیم ہیں ایک ہوٹل میں ملازمت کر لی ہے۔ اگر یہ خبر درست ہے تو اس میں پاکستان کے عوام کے لئے عموماً اور حکام کے لئے خصوصاً بے شمار عبرتیں ہیں جن سے ہم سب کو سبق حاصل کرنا چاہیئے ؎

جگہ دل لگانے کی دُنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

نیرنگئ زمانہ ملاحظہ ہو کہ کسی زمانہ میں جس شخص کا سارے پاکستان میں طوطی بول رہا تھا۔ جس کی ایک جنبش قلم سے اس ملک کی قسمت بنتی اور بگڑتی تھی۔ وہ جس کو چاہتا وزارت عظمٰی کی کرسی پر بٹھلا دیتا اور جسے چاہتا بیک بینی و دو گوش نکال دیتا تھا۔ لیکن آج وہ ایک ہوٹل کی ملازمت کر رہا ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار پاکستان کے وزیر داخلہ کی حیثیت سے ایک بار اس شخص نے علماء کرام کے متعلق یہ بڑ ہانک دی کہ میں ان کو روپہلی کشتی میں بٹھلا کر ہندوستان بھیج دوں گا۔ لیکن کارکنانِ قضا وقدر اس کی اس بڑ پر ہنستے تھے۔ کہ وہ وقت دُور نہیں۔ جب تمہیں خود یہاں سے نکلنا پڑے گا۔ اور ایک ہوٹل کی ملازمت کرنی پڑے گی۔

۱۹۵۶ء کے آئین پر سابق صدر نے طوعاً وکرہاً اپنے دستخط ثبت تو کر دیئے۔ لیکن مسلمان ہونے کے باوجود ان کو کتاب وسنت سے خدا واسطے کا بیر تھا۔ اس لئے وہ اس آئین کو نافذ نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اسی وجہ سے پہلے تو اس کے راستہ میں روڑے اٹکاتے رہے۔ اور پھر اس کو منسوخ کر دیا۔

پاکستان کے سابق صدر کے عروج وزوال کی اس مختصر سوانح حیات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حقیقی بادشاہ کوئی اور ہے۔ تاریخ کے صفحات کی ورق گردانی کر کے دیکھئے تو ایسے بے شمار واقعات ملیں گے۔ کہ جب کوئی حکمران آئین جہانداری کو نظر انداز کر کے فرعون بن جاتا ہے۔ تو اس کی سرکوبی کے لئے اللہ تعالٰے کوئی موسٰی (علیہ السلام) بھیج دیتے ہیں۔ آج جو تخت وتاج کے مالک ہیں۔ کل گدائے بے نوا نظر آتے ہیں۔ اس کے متعلق اللہ تعالٰے کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ
تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاۗءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ
مِمَّنْ تَشَاۗءُ ۡ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاۗءُ وَ
تُذِلُّ مَنْ تَشَاۗءُ ۭ بِيَدِكَ الْخَيْرُ
اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝
(پ ۳ سورۃ آل عمران - آیت ۲۶)

ترجمہ:- کہدیجئے! اے اللہ بادشاہی کے مالک جسے تو چاہتا ہے۔ سلطنت دیتا ہے۔ اور جس سے چاہتا ہے۔ سلطنت چھین لیتا ہے۔ جسے تو چاہتا ہے۔ عزت دیتا ہے۔ اور جسے تو چاہے ذلیل کرتا ہے۔ سب خوبی تیرے ہاتھ میں ہے بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

سابق صدر کو پاکستان کے خزانہ سے دو قسم کی پنشن مل رہی ہے۔ (۱) سول پنشن (۲) صدارتی پنشن۔ ان دونوں کی مجموعی مقدار غالباً اڑھائی ہزار روپیہ ماہوار کے قریب ہے۔ اتنی معقول پنشن ملنے پر بھی ان کا ایک ہوٹل کی ملازمت کرنا اس امر کا بین ثبوت ہے کہ ان کو اللہ تعالٰی نے قناعت کی نعمت عطا نہیں فرمائی جس شخص کی ہوس زر کا عالمِ پیری میں یہ حال ہو۔ خدا جانے اقتدار کے زمانہ میں اس ہوس کا کیا عالم ہوگا؟

ہماری رائے میں سابق صدر نے ایک ہوٹل کی ملازمت کر کے ملک وملت کے نام کو بٹہ لگایا ہے۔ کیا حکومت نے ان کو اس کی اجازت دی ہے؟ اگر نہیں۔ تو حکومت کو اس پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کر کے اس سے ان کو مطلع کر دینا چاہئیے۔ اس کے بعد حکومت کو اس سوال پر بھی غور کرنا چاہیئے۔ کہ آئندہ کے لئے وہ پنشن کے حقدار بھی رہے ہیں یا نہیں۔ پنشن وصول کرنے کے لئے ضروری ہے کہ پنشنر کا آئندہ کردار اچھا ہو۔ جو شخص ملک وملت کے نام کو بدنام کرتا ہے۔ وہ اچھے کردار کا حامل نہیں کہا جا سکتا۔

آئین کمیشن کا سوالنامہ

آئین کمیشن نے چالیس سوالات پر مشتمل ایک سوالنامہ جاری کر دیا ہے۔ یہ سوالنامہ پچیس صفحات کے ایک کتابچہ کی شکل میں شائع کیا گیا ہے۔ اس میں جوابات کے لئے خالی جگہ چھوڑ دی گئی ہے۔ جوابات بھیجنے کی آخری تاریخ ۳۱ مئی ۱۹۶۰ء مقرر کی گئی ہے۔

سوالنامہ کے شائع ہونیکے بعد دیندار طبقہ کا عموماً اور علماء کرام کا خصوصاً فرض ہے کہ وہ سوالنامہ کو غور سے پڑھ کر کتاب و سنّت کی روشنی میں آئین مرتب کرنے کے لئے آئین کمیشن کے سامنے اپنی تجاویز پیش کریں۔ علماء کرام سے ہماری درخواست ہے کہ وہ وقت کی نزاکت کا احساس کریں اور اپنے اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر ایک بار پھر آئین کمیشن کے سامنے اپنی متفقہ سفارشات پیش کریں۔ اگر علماء کرام کی غفلت سے غیر اسلامی آئین مرتب ہو گیا تو اس کا خمیازہ قیامت تک ملک وقوم کو بھگتنا پڑے گا اور اس کی تمام تر ذمہ واری علماء کرام پر ہی عائد ہو گی۔

مجلسِ ذکر

حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہ العالی عام طور پر جمعرات اور جمعہ کو لاہور سے باہر تشریف نہیں لے جاتے۔ لیکن بعض مخلص احباب کے اصرار پر گذشتہ ہفتہ ان دونوں ایام میں آپ کو ایبٹ آباد تشریف لے جانا پڑا اس لئے اس شمارہ میں ہم مجلس ذکر کا عنوان پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ اس کی بجائے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض مکتوبات کا ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔

ٹائیٹل پیج

کرنافلی کاغذ بازار میں پھر دستیاب نہیں ہو رہا۔ اس لئے ہمیں اس دفعہ ٹائیٹل پیج مجبوراً اخباری کاغذ پر شائع کرنا پڑا۔ خدا جانے کرنافلی کاغذ کب بازار میں آئے جب تک یہ کاغذ نہ ملے ہم ٹائیٹل پیج اخباری کاغذ پر ہی شائع کرتے رہیں گے۔

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

نماز کو گراں نہ کرو۔

عَنْ عُثْمَانَ ابْنِ اَبِی الْعَاصِ قَالَ اٰخِرُ مَا عَهِدَ اِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَمَمْتَ قَوْمًا فَاَخِفَّ بِهِمُ الصَّلٰوةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ اُمَّ قَوْمَكَ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اَجِدُ فِیْ نَفْسِیْ شَیْئًا قَالَ اُدْنُهْ فَاَجْلَسَنِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ ثُمَّ وَضَعَ كَفَّهٗ فِیْ صَدْرِیْ بَیْنَ ثَدْیَیَّ ثُمَّ قَالَ تَحَوَّلْ فَوَضَعَهَا فِیْ ظَهْرِیْ بَیْنَ كَتِفَیَّ ثُمَّ قَالَ اُمَّ قَوْمَكَ فَمَنْ اَمَّ قَوْمًا فَلْیُخَفِّفْ فَاِنَّ فِیْهِمُ الْكَبِیْرَ وَاِنَّ فِیْهِمُ الْمَرِیْضَ وَاِنَّ فِیْهِمُ الضَّعِیْفَ وَاِنَّ فِیْهِمْ ذَا الْحَاجَةِ فَاِذَا صَلّٰی اَحَدُكُمْ وَحْدَهٗ فَلْیُصَلِّ كَیْفَ شَآءَ

ترجمہ۔ عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو آخری وصیت یہ کی تھی کہ جب تو کسی قوم کی امامت کرے تو نماز کو ہلکا پڑھ (مسلم)۔ اور مسلم ہی کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا تو اپنی قوم کی امامت کر۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے دل میں ایک بات پاتا ہوں یعنی عاجزی اور حقوق امامت سے خوف آپ نے فرمایا۔ میرے قریب آؤ۔ آپ ﷺ نے مجھ کو اپنے پاس بٹھا لیا اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا اور پھر فرمایا۔ پشت پھیر۔ پھر میری پشت پر ہاتھ رکھا۔ اور اس کے بعد فرمایا تو اپنی قوم کی امامت کر۔ اور جو شخص کسی قوم کی امامت کرے اس کو چاہیئے کہ نماز ہلکی کرے۔ اس لئے کہ نماز میں بوڑھے بھی ہوتے ہیں۔ مریض بھی ہوتے ہیں کمزور بھی ہوتے ہیں۔ اور حاجتمند بھی۔ اور جو شخص تنہا نماز پڑھے۔ وہ جاہے جیسے پڑھ لے۔

امام کی اقتدا کرو

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّیْ خَلْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ لَمْ یَحْنِ اَحَدٌ مِّنَّا ظَهْرَهٗ حَتّٰی یَضَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَبْهَتَهٗ عَلَی الْاَرْضِ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے۔ جب آپ سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو ہم اس وقت تک اپنی پشت کو نہ جھکاتے۔ یعنی سجدہ میں نہ جاتے۔ جب تک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی پیشانی کو زمین پر نہ رکھ دیتے۔

امام سے پہلے کوئی رکن نماز ادا نہ کرو

عَنْ اَنَسٍ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ فَلَمَّا قَضٰی صَلٰوتَهٗ اَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ اِمَامُكُمْ فَلَا تَسْبِقُوْنِیْ بِالرُّكُوْعِ وَلَا بِالسُّجُوْدِ وَلَا بِالْقِیَامِ وَلَا بِالْاِنْصِرَافِ فَاِنِّیْ اَرَاكُمْ اَمَامِیْ وَمِنْ خَلْفِیْ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز پڑھائی۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو چکے تو ہماری طرف منہ کرکے فرمایا۔ لوگو! میں تمہارا امام ہوں گے پس تم رکوع میں سجدہ میں کھڑے ہونے میں اور پھرنے میں یعنی نماز سے فارغ ہونے میں مجھ سے سبقت نہ کرو۔ یعنی کوئی کام مجھ سے پہلے نہ کرو۔ میں جس طرح آگے دیکھتا ہوں۔ اسی طرح پیچھے دیکھتا ہوں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تُبَادِرُوا الْاِمَامَ اِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَالَ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ اِلَّا اَنَّ الْبُخَارِیَّ لَمْ یَذْكُرْ وَاِذَا قَالَ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۔

ترجمہ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام سے پہلے کوئی کام نہ کرو۔ جب امام اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو اور جب امام ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو اور جب امام رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو۔ اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو اللھم ربنا لک الحمد کہو۔

امام کی اقتدا کا بیان

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَآءَ بِلَالٌ یُؤْذِنُهٗ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ اَنْ یُّصَلِّیَ بِالنَّاسِ فَصَلّٰی اَبُوْ بَكْرٍ تِلْكَ الْاَیَّامَ ثُمَّ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ فِیْ نَفْسِهٖ خِفَّةً فَقَامَ یُهَادٰی بَیْنَ رَجُلَیْنِ وَرِجْلَاهُ تَخُطَّانِ فِی الْاَرْضِ حَتّٰی دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمَّا سَمِعَ اَبُوْ بَكْرٍ حِسَّهٗ ذَهَبَ یَتَاَخَّرُ فَاَوْمٰی اِلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا یَتَاَخَّرَ فَجَآءَ حَتّٰی جَلَسَ عَنْ یَّسَارِ اَبِیْ بَكْرٍ فَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ یُصَلِّیْ قَائِمًا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ قَاعِدًا یَقْتَدِیْ اَبُوْ بَكْرٍ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ یَقْتَدُوْنَ بِصَلٰوةِ اَبِیْ بَكْرٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهُمَا یُسْمِعُ اَبُوْ بَكْرٍ النَّاسَ التَّكْبِیْرَ

ترجمہ۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض سخت ہو گیا تو بلال رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں نماز کی خبر دینے آئے آپ ﷺ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ چنانچہ ان ایام میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی۔ (سترہ نمازیں) پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض میں کچھ کمی محسوس کی اور دو آدمیوں کے سہارے مسجد کی طرف چلے۔ آپ ﷺ کے قدم ضعف سے ڈگمگا رہے تھے مسجد میں پہنچنے پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو نماز پڑھا رہے تھے آپ کی آمد کو محسوس کیا اور پیچھے ہٹنے لگے تاکہ آپ مصلے پر پہنچ کر نماز پڑھائیں۔ آپ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر رہیں اور پیچھے نہ ہٹیں۔ پس آگے بڑھے حضور ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بائیں جانب بیٹھ گئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرتے تھے اور لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء کر رہے تھے۔

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۸ر شوال المکرم ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۵ر اپریل ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب. دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْد

دُنیا میں آنیکے بعد گھاٹے میں کون رہے

۱

(اَلَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝) سورۃ البقرہ ع ۳ - پ ۱ - ترجمہ - جو اللہ کے عہد کو پختہ کرنے کے بعد توڑتے ہیں اور جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اسے توڑتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے ہیں۔ وہی لوگ نقصان اُٹھانے والے ہیں۔

تفسیر

یعنی اللہ تعالیٰ سے بندگی کا عہد کرکے توڑتے ہیں۔ مثلاً کہلاتے تو مسلمان ہیں (یعنی اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار تو کہلاتے ہیں) مگر نافرمانی کرتے ہیں۔ مثلاً وہ مسلمان تو کہلاتے ہیں۔ مگر نماز کا حکم ہے تو نماز نہیں پڑھتے اور روزہ کا حکم ہے تو روزہ نہیں رکھتے۔ زکواۃ اگر مال ہونے کے باعث ضرور دینی چاہیئے تو نہیں دیتے اور حج فرض ہے تو حج نہیں کرتے اور یہ بیماریاں عام طور پر مسلمانوں میں پائی جاتی ہیں اور جسکے جوڑنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اُسے توڑتے ہیں۔ مثلاً بھائی اپنے بھائی سے ناراض ہے تو اس سے نہیں ملے گا۔ باقی سب سے ملے گا۔ اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں۔ بجاء اس کے کہ صلح کی کوشش کریں۔ الٹا فساد کو پھیلاتے ہیں۔ اور لڑائی جھگڑا بڑھاتے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

نتیجہ

مذکورۃ الصدر خرابیوں کے باوجود پھر بھی مسلمان ہی کہلاتے ہیں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے مصرعہ

برعکس نہند نام زنگی کافور

یعنی ایک حبشی جس کا رنگ سیاہ ہے اس کا نام کافور رکھ دیا جائے کہ یہ کافور کی طرح سفید ہے

۲

(كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۭ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا ۭ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝) سورۃ التوبہ ع ۹ پ ۱۰ - ترجمہ - جس طرح تم سے پہلے لوگ تم سے طاقت میں زیادہ تھے اور مال اور اولاد میں بھی زیادہ تھے۔ پھر وہ اپنے حصہ سے فائدہ اُٹھا گئے اور تم نے اپنے حصہ سے فائدہ اٹھایا۔ جیسے تم سے پہلے لوگ اپنے حصہ سے فائدہ اٹھا گئے اور تم بھی انہیں کی سی چال چلتے ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جن کے اعمال دُنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے اور وہی نقصان اٹھانیوالے ہیں۔

حاصل

گذشتہ لوگوں کی چال چلو گے تو جس طرح دُنیا میں آنے کے بعد وہ خسارہ میں رہے۔ ویسے تم بھی خسارہ میں رہو گے۔ جس طرح ان کے اعمال کی اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی قدر و قیمت نہیں ہوئی تمہارے اعمال کی بھی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوگی۔

۳

(يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝) سورۃ المنٰفقون ع ۲ پ ۲۸)

ترجمہ - اے ایمان والو۔ تمہیں تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کے ذکر سے غافل نہ کردیں اور جو کوئی ایسا کرے گا سو وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

حاصل

مال کے حاصل کرنے یا اولاد کی خاطر خدا تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہ ہو جانا کہ مثلاً دُکان سے اُٹھ کر نماز کے لئے اس لئے نہیں جاتے۔ کہ کہیں گاہک واپس نہ چلا جائے اور گاہک دُکان سے واپس چلے گئے تو بال بچوں کی ضروریات کیسے پوری ہونگی۔ اور سودا کیسے بکے گا۔

۴

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝) سورہ آل عمران پ ۳ - ع ۹

ترجمہ - اور جو کوئی اسلام کے سوا اور کوئی دین چاہے تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائیگا۔ اور وہ آخرت میں نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

غیر اسلام کے چاہنے والے

وہ لوگ بھی ہونگے جو اسلامی رسم و رواج کو چھوڑ کر کفر کا رسم و رواج چاہتے ہیں۔ مثلاً شادیوں میں ہندوؤں کی طرح سر پر سہرا باندھنا مہندی سے دولہا کے ہاتھوں کو رنگنا۔ آتشبازی چلانا۔ برات کے ساتھ باجے بجانا۔ دُلہن کو ضرور ڈولی میں ڈال کر لانا۔ دلہن کو پہلی مرتبہ جب سسرال میں آئے تو دولہا کا دُلہن کو ڈولی سے اٹھا کر باہر لانا۔ جہیز کو پھیلا کر دُلہن کی رخصتی کے وقت ساتھ بھجوانا۔ دو دو تین تین برتن مزدوروں کے سر پر رکھوا کر دلہن کی ڈولی کے ساتھ بھجوانا۔ دولھا کا ضرور گھوڑی پر چڑھ کر سسرال کے گھر آنا وغیرہ

۵

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ۝) سورۃ الاعراف رکوع ۱ پ ۸ -

ترجمہ - اور واقعی اس دن وزن بھی ہوگا۔ پھر جس شخص کا پلہ بھاری ہوگا سو ایسے لوگ کامیاب ہونگے۔ اور جس شخص کا پلہ ہلکا ہوگا۔ سو یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ اس لئے کہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے۔

حاشیہ شیخ الاسلام رح

قیامت کے دن سب لوگوں کے اعمال کا وزن دیکھا جائے گا۔ جن کے اعمال قلبیہ و اعمال جوارح وزنی ہونگے وہ کامیاب ہیں اور جن کا وزن ہلکا رہا۔ وہ خسارہ میں ہے حضرت شاہ صاحب (شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں - کہ ہر شخص کے وزن عمل کے موافق لکھے جاتے ہیں۔ ایک ہی کام ہے اگر اخلاص و محبت سے حکم شرعی کے موافق کیا اور بر محل کیا تو اس کا وزن بڑھ گیا اور دکھاوے کو یا رسم کو کیا یا موافق حکم نہ کیا یا ٹھکانے پر نہ کیا تو وزن گھٹ گیا۔ آخرت میں وہ کاغذ تلیں گے جن کے

نیک کام بھاری ہوئے تو برائیوں سے درگذر ہوا۔ اور ہلکے ہوئے تو پکڑا گیا۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ اعمال جواس وقت اعراض ہیں۔ وہاں اعیان کی صورت میں مجسّد کر دیئے جائینگے اور خود ان ہی اعمال کو تولا جائے گا۔ کہا جاتا ہے کہ ہمارے ہاں غیر قار الذات اعراض ہیں جن کا ہر جزء وفروع میں آنے کے ساتھ ہی ساتھ معدوم ہوتا رہتا ہے۔ پھر ان کا جمع ہونا اور تُلنا کیا معنی رکھتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ گراموفون میں آج کل لمبی چوڑی تقریریں بند کی جاتی ہیں۔ کیا وہ تقریریں اعراض میں سے نہیں۔ جن کا ایک حرف ہماری زبان سے اس وقت ادا ہوسکتا ہے۔ جب اس سے پہلا حرف نکل کر فنا ہو جائے پھر یہ تقریر کا سارا مجموعہ گراموفون میں کس طرح جمع ہو گیا۔ اسی سے سمجھ لو کہ جو خدا گراموفون کے موجد کا بھی موجد ہے۔ اس کی قدرت سے کیا بعید ہے کہ ہمارے کل اعمال کے مکمل ریکارڈ کر رکھے۔ جس میں ایک شوشہ اور ذرہ بھی غائب نہ ہو۔ رہا ان کا وزن کیا جانا تو نصوص سے ہم کو اس قدر معلوم ہو چکا ہے کہ وزن ایسی میزان (ترازو) کے ذریعہ سے ہوگا۔ جس میں کفتیں اور لسان وغیرہ موجود ہیں۔ لیکن وہ میزان اور اس کے دونوں پلّے کس نوعیت وکیفیت کے ہونگے اور اس سے وزن معلوم کرنے کا کیا طریقہ ہوگا۔ ان باتوں کا احاطہ کرنا ہماری عقول وافہام کی رسائی سے باہر ہے۔ اسی لئے ان کے جاننے کی ہمیں تکلیف نہیں دی گئی۔ بلکہ ایک میزان ان کیا اس عالم کی جتنی چیزیں ہیں۔ بجز اس کے کہ ان کے نام ہم سُن لیں اور ان کا کچھ اجمالی سا مفہوم جو قرآن وسنّت نے بیان کر دیا ہو۔ عقیدہ میں رکھیں۔ اس سے زائد تفصیلات پر مطلع ہونا ہماری حد پرواز سے خارج ہے۔ کیونکہ جن نوامیس و قوانین کے ماتحت اس عالم کا وجود اور نظم ونسق ہوگا۔ ان پر ہم اس عالم میں رہتے ہوئے کچھ دسترس نہیں پاسکتے۔ اسی دنیا کی میزانوں کو دیکھ لو کتنی قسم کی ہیں۔ ایک میزان وہ ہے۔ جس سے سونا چاندی یا موتی تلتے ہیں ایک میزان سے غلہ وزن کیا جاتا ہے۔ ایک میزان عام ریلوے اسٹیشنوں پر ہوتی ہے۔ جس سے مسافروں کا سامان تولتے ہیں۔ ان کے سوا "مقیاس الہوا" یا "مقیاس الحرارت" وغیرہ بھی ایک طرح کی میزانیں ہیں۔ جس سے ہوا اور حرارت وغیرہ کے درجات معلوم ہوتے ہیں۔ تھرمامیٹر ہمارے بدن کی اندرونی حرارت کو جو اعراض میں سے ہے تول کر بتلاتا ہے۔ اس وقت ہمارے جسم میں اتنے ڈگری حرارت پائی جاتی ہے۔ جب دنیا میں بیسیوں قسم کی جسمانی میزانیں ہم مشاہدہ کرتے ہیں جن سے اعیان و اعراض کے اوزان و درجات کا تفاوت معلوم ہوتا ہے تو اس قادر مطلق کے لئے کیا مشکل ہے کہ الٰہی حسی میزان قائم کر دے۔ جس سے ہمارے اعمال کے اوزان و درجات کا تفاوت موزونًا وحسًا ظاہر ہوتا ہو اور آیات کا انکار کرنا ہی ان کی حق تلفی ہے۔ جیسے يَظْلِمُونَ سے ادا فرمایا ہے۔

۶

(وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ أَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهِ فَحَاسَبْنَاهَا حِسَابًا شَدِيدًا وَعَذَّبْنَاهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۝ فَذَاقَتْ وَبَالَ أَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهَا خُسْرًا ۝) سورۃ الطلاق ع۲- پ۲۸- ترجمہ۔ اور کتنی بستیاں اپنے رب اور اس کے رسولوں کے حکم سے سرکش ہوگئیں۔ پھر ہم نے بھی ان سے سخت حساب لیا اور ان کو بُری سزا دی۔ پس ان بستیوں نے اپنے کام کا وبال چکھا اور ان کا انجام (یہ ہوا کہ) برباد ہوئیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ ان بستیوں والے احکام الٰہی کی مخالفت کرنے کے باعث تباہ و برباد ہوئے اس اعلان پر مسلمانوں کو اپنی حالت دیکھنی چاہیئے کہ اگر ان لوگوں کی طرح قرآن مجید کی مخالفت کی تو انکی طرح تباہ و برباد ہونگے۔ وما علینا الا البلاغ۔

۷

(وَمِنَ النَّاسِ مَن يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَىٰ حَرْفٍ ۖ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ ۖ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ انقَلَبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ۝) سورہ الحج ع۲- پ۱۷) ترجمہ اور بعض وہ لوگ ہیں کہ اللہ کی بندگی کنارے پر ہو کر کرتے ہیں۔ پھر اگر اسے کچھ فائدہ پہنچ گیا تو اس عبادت پر قائم ہو گیا۔ اور اگر تکلیف پہنچ گئی تو منہ کے بل پھر گیا۔ دنیا اور آخرت گنوائی یہی وہ صریح خسارہ ہے۔

نتیجہ

سابقہ بیان کردہ آیت سے نتیجہ یہ برآمد ہوتا ہے کہ جو کام اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کیا جاوے اس میں دنیا کی نفع اور نقصان کا خیال نہ کیا جاوے۔ دنیا کے لحاظ سے خواہ اس کام میں تکلیف آ جائے۔ تو بھی نباہیا جاوے۔ واللہ اعلم۔

۸

(قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ قُلِ اللَّهَ أَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهُ دِينِي ۝ فَاعْبُدُوا مَا شِئْتُم مِّن دُونِهِ ۗ قُلْ إِنَّ الْخَاسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ أَلَا ذَٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ۝) سورۃ الزمر ع۲ پ۲۳- ترجمہ۔ کہہ دو میں بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اگر اپنے رب کی نافرمانی کروں۔ کہدو میں خالص اللہ ہی کی اطاعت کرتے ہوئے اس کی عبادت کرتا ہوں۔ پھر تم اس کے سوا جس کی چاہو عبادت کرو۔ کہدو خسارہ اٹھانے والے وہ ہیں جنہوں نے اپنی جان اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے روز خسارہ میں ڈال دیا۔ یاد رکھو یہ صریح خسارہ ہے۔

دعا

اللہ تعالےٰ سب مسلمانوں کو آخرت کے خسارہ سے بچائے ایسے نیکی کے کام کریں کہ اپنے کو اور اپنے اہل عیال کو قیامت کے دن خسارہ سے بچالیں۔

مذکورۃ الصدر خسران سے بچنے کی تدبیر

فطرت انسانی کا یہ خاصہ ہے کہ انسان صحبت سے متاثر ہوتا ہے۔ مثلاً ایک بچہ کسی کاریگر کے پاس بٹھا دیا جائے اور اس کے کسب کو سیکھنا چاہے تو ایک مدت کے بعد وہ کسب اسے حاصل ہو جاتا ہے مثلاً درزی کے پاس بیٹھ کر اس کا ہنر سیکھنا چاہے گا۔ وہ بچہ ایک عرصہ کے بعد درزی ہو جائے گا۔ اور بڑھئی کے پاس ایک مدت تک بیٹھے اور اس سے کسب سیکھے تو بڑھئی ہو جائے گا۔ علی ہذا القیاس اگر مدت تک کسی اللہ والے کی صحبت میں عقیدت سے بیٹھے اور اسی کے سے اعمال صالحہ کرتا رہے۔ اور اس باخدا کی باتوں کو دل کے کانوں سے سنتا رہے تو انشاءاللہ اس انسان پر بھی للّٰہیت کا رنگ چڑھ جائیگا اسی واسطے اللہ تعالےٰ کا حکم ہے۔

(وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ۖ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَن ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا ۝) سورۃ الکہف ع۴ پ۱۵

ترجمہ۔ اور تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اسی کی رضامندی چاہتے ہیں اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا کہ تو دُنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے اور اس شخص کا کہنا نہ مان جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور اپنی خواہش کے تابع ہو گیا ہے۔ اور اس کا معاملہ حد سے گزرا ہوا ہے۔

حاصل

اس ارشاد الٰہی کا یہ ہے کہ جس طرح کسی نے کہا ہے مصرعہ

بلے میوہ ز میوہ رنگ گیرد

اسی طرح جب آدمی عقیدت سے کسی باخدا کی صحبت میں بیٹھے گا۔ تو عقیدت کے باعث محبت بھی اسی سے ہو گی۔ بس عقیدت اور محبت سے اس باخدا کا رنگ اس پر چڑھ جائے گا۔

اسی لئے

اللہ جل شانہٗ نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تعریف کی ہے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں آنے سے پہلے وُہی حضرات اسلام کے مخالف تھے مگر اسلام لانے کے بعد آپ کی صحبت میں عقیدت اور محبت میں بیٹھ کر وہ رنگ چڑھا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے بھی انکی تعریف فرمائی۔ ارشاد ہوتا ہے۔ (كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ) سورہ آل عمران ع ۱۲ پ ۱۴ ترجمہ۔ تم سب امتوں میں سے بہتر ہو جو لوگوں کے لئے بھیجی گئیں۔

دیکھئے

عقیدت اور محبت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں کیسا عجیب رنگ چڑھا کہ ان کو خَيْرَ أُمَّةٍ کا لقب قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ نے عطا فرمایا۔

اب بھی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی صحبت تو ہمیں نصیب نہیں ہو سکتی۔ البتہ اللہ تعالےٰ کے نیک بندے دنیا میں ہمیشہ رہیں گے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ (خِيَارُ عِبَادِ اللّٰهِ إِذَا رُؤُوا ذُكِرَ اللّٰهُ) ترجمہ۔ اللہ تعالےٰ کے برگزیدہ بندے وُہ ہیں۔ جن کو دیکھا جائے تو خدا یاد آ جائے

تبصرہ

(”ہفت روزہ خدام الدین“ لاہور میں عملہ کی کمی کے باعث تبصرہ نویسی کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ اس لئے مصنفین اور ناشرین سے درخواست ہے کہ وہ اس مقصد کے لئے کوئی کتاب وغیرہ ارسال کرنے کی تکلیف نہ کریں۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف)

عکسی قرآن مجید مترجم ومحشی ترجمہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حاشیہ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ قرآن منزل کراچی بڑی تقطیع سائز $\frac{20 \times 30}{4}$ ضخامت ۱۰۸۰ صفحات کاغذ کتابت اور طباعت بہترین۔ ہدیہ مجلد مبلغ چالیس روپیہ (جلد خوبصورت اور مضبوط ہے۔ پشت پر چمڑا لگا ہوا ہے) اگر کوئی صاحب چالیس روپیہ یکمشت ادا نہ کر سکتے ہوں تو تاج کمپنی دس روپیہ ماہوار قسط پر بھی دینے کو تیار ہے۔ بشرطیکہ لینے والے کے دل میں خوف خدا ہو کہ اس نے یہ رقم ضرور ادا کرنی ہے۔

قرآن مجید کی تبلیغ واشاعت کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کا نصب العین قرار دیا ہے۔ آپؐ کے بعد صحابہ کرامؓ تابعین تبع تابعین اور سلف صالحین رحمہم اللہ تعالےٰ نے حتیٰ المقدور اس کی تبلیغ واشاعت فرمائی۔ اس طرح یہ سلسلہ ہم تک پہنچا ہے اور انشاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔ ان مبارک ہستیوں کی معیت کا شرف قیامت کے دن ان افراد اور اداروں کو نصیب ہو گا۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے کسی نہ کسی رنگ میں قرآن مجید کی تبلیغ و اشاعت کی توفیق اس دنیا میں عطا فرمائی ہو گی۔

ان خوش قسمت اداروں میں تاج کمپنی لمیٹڈ کا نام نمایاں نظر آتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے سب سے پہلے اس کمپنی کو یہ سعادت نصیب فرمائی کہ اس نے بہترین کاغذ اور جلی خط میں بلا ترجمہ اور مترجم قرآن مجید کے خوبصورت ایڈیشن شائع کئے۔ تاج کمپنی لمیٹڈ کے قرآن مجید نہ صرف برصغیر ہند و پاکستان بلکہ تمام عالم اسلام میں بے حد مقبول ہوئے۔ اس کے بعد اس کمپنی نے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہٗ کی تفسیر بیان القرآن شائع کی۔ اب اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ اور تفسیر کی اشاعت کی سعادت بھی اسی کمپنی کو مرحمت فرمائی ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ جامع صفات بزرگ تھے وہ عالم بے بدل بھی تھے اور عارف کامل بھی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا ترجمہ بھی ظاہری اور باطنی خوبیوں کا حامل ہے۔ اس پر حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ سونے پر سہاگہ کا کام دیتا ہے۔

اردو میں قرآن مجید کی کئی تفاسیر موجود ہیں۔ لیکن حضرت مولانا عثمانی رحمۃ نے اپنے حاشیہ میں تمام تفاسیر کا خلاصہ دے کر گویا دریا کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان دونوں بزرگوں اور ناشرین کی محنت سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

۱۲ یہ یاد رہے

کہ اس قسم کے بندے ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں رہیں گے۔ اور جب اس قسم کے بندے نہیں رہیں گے اور سارے حسب فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گدھوں کی سی زندگی بسر کرنے والے ہوں گے۔ تب یہ جہان باقی رہنے کے قابل نہیں رہے گا۔ قیامت آ جائے گی۔

وما علینا الا البلاغ

تجلیاتِ مجدد الف ثانیؒ

مکتوبات کے آئینے میں

(از مولانا نسیم احمد فریدی امروہی)

مکتوب (۲۳) قلیج اللہ ابن قلیج محمد خان کے نام[1]

(نصائح)

اے فرزند! دُنیا محلِ آزمائش و امتحان ہے اس کے ظاہر کو رنگ برنگ کی باطل ٹیپ ٹاپ سے مزین اور اس کی صورت کو وہمی خال و خط اور زلف و خد سے آراستہ کر دیا گیا ہے۔ دنیا دیکھنے میں شیریں اور تر و تازہ نظر آتی ہے لیکن فی الحقیقت یہ ایک مردار ہے جس کو عطر آلود کر دیا گیا ہے۔ ایک کوڑی گھر ہے جو مکھیوں اور کیڑوں سے پُر ہے۔ ایک سراب ہے جو آب نما ہے۔ ایک شکر ہے جو زہر میں ملی ہوئی ہے — اس کا باطن سراسر خراب و ابتر ہے۔ اس گندگی کے باوجود اس کا معاملہ اپنے لوگوں سے انتہائی بُرا ہے اس دنیا کا فریفتہ در حقیقت دیوانہ اور جادو زدہ ہے۔ اس کی محبت میں جو گرفتار ہے وہ مجنون اور فریب خوردہ ہے — جو شخص اس کے ظاہر پر لٹو ہو اور ابدی خسارے کے داغ سے داغدار ہو گیا۔ اور جس نے اس کی (ظاہری) حلاوت و طراوت پر (للچائی ہوئی) نظر ڈالی۔ سرمدی ندامت اس کے حصے میں آئی۔

سرورِ کائنات حبیبِ رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

ما الدنیا والاخرۃ الا ضرتان ان رضیت احدٰھما سخطت الاخریٰ (دنیا و آخرت دونوں آپس میں سوتن سوتن ہیں۔ ان میں سے ایک راضی ہوئی تو دوسری ناراض ہو گئی)

بنا بریں جس نے دُنیا کو راضی کیا آخرت اس سے غصے میں رہی۔ ناچار وہ آخرت سے بے نصیب رہا۔ اللہ تعالےٰ ہم کو اور تم کو دُنیا اور اہلِ دنیا کی محبت سے محفوظ رکھے۔

اے فرزند! جانتے ہو۔ دُنیا کس کو کہتے ہیں؟ جو چیز بھی اللہ تعالےٰ سے تم کو باز رکھے وہ دنیا ہے — پس زن و فرزند مال و جاہ ریاست (اگر یہ خدا سے غافل کر دیں) نیز لہو و لعب اور لایعنی اشیاء میں مشغولیت یہ سب چیزیں داخلِ دنیا ہیں — جو علوم آخرت میں کام آنے والے نہیں وہ بھی دنیاوی ہی ہیں — اگر علومِ نجوم و منطق اور ہندسہ و حساب اور ان جیسے دیگر عقلی علوم کی تحصیل آخرت میں کار آمد ہوتی تو تمام فلاسفہ اہلِ نجات ہو جاتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندے سے اللہ تعالےٰ کی روگردانی کی علامت یہ ہے کہ بندہ لایعنی مشاغل میں مشغول ہو ؎

ہر چہ جز عشقِ خدائے احسن است
گر شکر خوردن بود جان کندن است

اور یہ جو کہا گیا ہے کہ علمِ نجوم، اوقاتِ صلوٰۃ کی پہچان کے لئے درکار ہے! اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ علمِ نجوم کی تحصیل کے بغیر معرفتِ اوقات حاصل ہی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ علمِ نجوم بھی معرفت کا ایک طریقہ ہے) علمِ نجوم ہی پر معرفتِ اوقات موقوف نہیں ہے) چنانچہ بہت سے لوگ ہیں جو علمِ نجوم سے خبردار نہیں۔ لیکن اوقاتِ صلوٰۃ کو عالمانِ نجوم سے بہتر پہچانتے ہیں — قریب قریب یہی بات علمِ منطق اور علمِ حساب وغیرہ علومِ عقلیہ کی تحصیل کے بارے میں بھی ہے کہ وہ بعض علومِ شرعیہ میں درکار ہیں۔ (یعنی علومِ شرعیہ قطعیۃً ان علوم کے محتاج نہیں۔ البتہ ایک طریقۂ معرفت یہ علومِ عقلیہ بھی ہیں) — بہر حال بہت سے حیلوں کے بعد ان علومِ عقلیہ میں مشغول رہنے کا جواز نکلتا ہے۔ بشرطیکہ علومِ عقلیہ کے پڑھنے سے سوائے معرفتِ احکامِ شرعیہ اور تقویتِ ادلۂ کلامیہ کے اور کوئی مقصد نہ ہو۔ اور اگر دوسرا کوئی مقصد ہو گا تو ہرگز جائز نہیں — ذرا غور کرو کہ اگر کسی امرِ مباح کے اختیار کرنے سے امورِ واجبہ کا فوت ہونا لازم آتا ہو تو وہ امرِ مباح دائرہ اباحت سے نکل جاتا ہے یا نہیں؟ — اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ان علومِ عقلیہ میں (بغیر نیتِ صحیح و بغیر ضرورت) مشغول رہنا علومِ شرعیہ میں مشغول رہنے کو فوت کر دیتا ہے۔

اے فرزند! تم کو اللہ تعالےٰ نے محض اپنی عنایت سے ابتدائے جوانی میں توفیقِ توبہ نصیب کی تھی اور سلسلہ نقشبندیہ کے ایک درویش کے ہاتھ بیعت کرایا تھا۔ مجھے معلوم نہیں کہ شیطان و نفس کے مقابلے میں تم کو اس توبہ پر استقامت حاصل ہوئی ہو گی یا نہیں؟ (بظاہر) استقامت مشکل نظر آتی ہے — اس لئے کہ نوجوانی کا عالم ہے۔ اسبابِ دنیوی سب کے سب موجود ہیں۔ اور ہم نشین زیادہ تر نامناسب اور ناموافق ہیں ؎

ہمہ اندر زمن بتو این است
کہ تو طفلی و خانہ رنگین است

اے فرزند "فضول مباحات" سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ اور (ضروری) مباحات میں بھی بقدرِ ضرورت پر اکتفا کیا جائے اور وہ بھی اس نیت سے کہ وظائفِ بندگی اطمینان سے ادا ہو جائیں — مثلاً خوراک سے مقصود یہ ہے کہ طاعات کی ادائیگی پر قوت و طاقت حاصل ہو جائے — پوشاک کا مقصد یہ ہے کہ قابلِ پوشیدگی حصہ جسم کی پوشیدگی اور گرمی و سردی کا بچاؤ ہو جائے۔ اسی پر تمام مباحاتِ ضروریہ کو قیاس کر لو۔ اکابرِ نقشبندیہ نے عزیمت پر عمل کرنا پسندیدہ قرار دیا ہے اور رخصت سے حتی الامکان پرہیز کیا ہے — "عزائم" میں سے یہ بھی ہے کہ بقدرِ ضرورت پر اکتفا کیا جائے اور اگر یہ دولت میسر نہ آئے تو کم از کم اتنا تو ہو کہ دائرہ مباحات (امورِ جائزہ) سے قدم باہر نہ رکھا جائے اور محرمات و مشتبہات تک نہ پہنچا جائے — امورِ مباحات سے پورے طریقے پر لطف اندوز ہونے کو تو خود اللہ تعالےٰ نے ہی اپنے کمالِ کرم سے جائز قرار دے دیا ہے اور دائرہ عیش و تنعم کو بہت وسیع کر دیا ہے۔ (پھر کیا ضرورت ہے کہ اس کے آگے قدم بڑھا کر دادِ عیش و تنعم دی جائے) — اب ظاہری تنعمات سے قطع نظر کر کے دیکھو۔ کہ کونسا عیش اس عیش کے مساوی ہے۔ کہ مولا اپنے بندے کے افعال و کردار سے راضی ہو اور کونسی کلفت اس کے برابر ہے کہ اس کا مولا اس کے اعمال سے ناراض ہو — جنت میں جو اللہ کی رضا حاصل ہو گی وہ جنت سے بہتر ہے اور دوزخ میں اس کی ناراضگی دوزخ سے بدتر ہے۔ بندہ اپنے مولا کے حکم کا محکوم ہے۔ اس کو یوں ہی اس کی مرضی پر مہمل نہیں چھوڑ دیا گیا ہے — فکر کرنا چاہیئے۔ اور عقل دُور اندیش کو کام میں لانا چاہیئے۔ ورنہ کل بروزِ قیامت سوائے ندامت و خسارت کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا — کام کا وقت جوانی

---

[1] مولانا قلیج محمد خان گورنر پنجاب و کابل (بعہد اکبری) کے صاحبزادے تھے ان کے مفصل حالات معلوم نہ ہو سکے

کا زمانہ ہے ــــ جوانمرد وہ ہے جو جوانی کو بیکار ضائع نہ کرے اور فرصت کو غنیمت سمجھے ہو سکتا ہے کہ ایک انسان کو بڑھاپے کے زمانہ تک زندہ نہ رکھا جائے۔ اور اگر بڑھاپے تک زندہ بھی رہا تو اطمینان میسر نہ ہوگا۔ اور اطمینان میسر ہو بھی جائے تو ضعف و سستی کا زمانہ اس سے کچھ کار خیر نہیں کرا سکتا۔ یہ وقت جبکہ تمام اسباب جمعیت قلب میسر ہیں۔ اور والدین کا سایہ بھی جو کہ منجملہ انعامات حق ہے ــــ موجود ہے کہ غم معیشت سب ان کے سر پر ہے ــــ فرصت کا وقت ہے ــــ اور قوت و استطاعت کا زمانہ ہے ــــ کس عذر کی بنا پر آج کو کل پر ٹالا جائے اور تاخیر کی جائے۔ ہاں اگر دنیائے دُنی کے کاموں کو کل پر ڈال دو اور آج اعمال آخرت میں مشغول ہو جاؤ تو یہ بات بہت ہی اچھی ہوگی۔ جیسا کہ اس کا برعکس بُرا ہے۔

اس وقت جبکہ آغاز جوانی میں نفس و شیطان کا غلبہ ہے ــــ تھوڑے سے عمل کا وہ اعتبار ہوگا۔ جو عدم غلبۂ دشمن کے وقت بڑے سے بڑے عمل کا نہ ہوگا ــــ سپاہیوں کو دیکھو کہ غلبۂ اعداء کے وقت ان کی ادنیٰ بھاگ دوڑ کتنی معتبر اور قابل وقعت ہوتی ہے اور امن کے زمانہ میں ان کی جد و جہد کا یہ مرتبہ نہیں ہوتا۔

اے فرزند! انسان جو کہ خلاصۂ موجودات ہے۔ اس کی پیدائش کا مقصد نہ تو لہو و لعب ہے اور نہ کھانا اور سونا ہے ــــ اس کی پیدائش کا مقصد تو وظائف بندگی کو ادا کرنا۔ نیز جناب قدس میں ذلت و انکسار عجز و افتقار اور دوام التجا و تضرع ہے۔ وعبادت جس کو شریعت محمدیہ نے بتایا ہے اور جس کی ادائیگی میں خود بندوں کی منفعتیں پنہاں ہیں۔ اللہ رب العزت کا اس میں کوئی فائدہ نہیں ــــ اس کو بجان و دل ممنون ہو کر بجا لانا چاہیئے اور پورے جذبۂ اطاعت کے ساتھ اوامر کو ادا کرنے اور نواہی سے بچنے کی کوشش کرنا چاہیئے ــــ اللہ تعالےٰ باوجودیکہ غنی مطلق ہے۔ پھر بھی اس نے اوامر و نواہی کے ذریعے بندوں کو سرفراز فرمایا ہے ــــ ہم محتاجوں کو اس نعمت کا پورے طریقے پر شکر کرنا چاہیئے اور ممنونیت کے ساتھ احکام کی فرمانبرداری کرنا چاہیئے۔

تم عزیز کو معلوم ہے کہ دنیا والوں میں سے کوئی ایسا شخص جس کو شوکت و جاہ حاصل ہے۔ کسی زیر دست کو کسی خدمت پر سرفراز کر دیتا ہے۔ تو اگرچہ اس خدمت سے خود جناب شوکت شخص کو بھی فائدہ ہے لیکن وہ زیر دست اس کے حکم کو کتنا عزیز رکھتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ ایک عظیم المرتبہ شخص نے اس خدمت کا حکم دیا ہے۔ اسی بنا پر پوری ممنونیت کے ساتھ کام کرتا ہے ــــ تعجب ہے کہ عظمت خداوندی اس صاحب شوکت کی عظمت سے بھی نظروں میں کم ہے (اسی وجہ سے تو) اللہ تعالےٰ کے احکام کی بجا آوری میں کچھ بھی کوشش نہیں ہوتی ــــ شرم کرنا چاہیئے اور اپنے آپ کو خواب خرگوش سے باہر لانا چاہیئے۔

ــــ اوامر خداوندی کا نہ بجا لانا دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو یہ بات ہے کہ شریعت نے جو اطلاعات دی ہیں۔ ان کو جھوٹ جانتے ہیں اور باور نہیں کرتے یا یہ ہے کہ عظمت حکم الٰہی دنیا والوں کی عظمت سے نظر میں کم ہے ــــ غور کرو کہ یہ دونوں باتیں کتنی بُری ہیں۔

اے فرزند! ایک ایسا شخص جس کی دروغگوئی کا بارہا تجربہ کیا گیا ہے۔ آکر کہتا ہے کہ دشمن کی فوج پورے غلبے کے ساتھ فلاں قوم پر شب خون مارے گی۔ یہ سن کر اس قوم کے عقلاء اپنی حفاظت کے درپے ہو کر اس بلا کے دفعیہ کی فکر کرتے ہیں ــــ حالانکہ جانتے ہیں کہ خبر دینے والا دروغگوئی کے ساتھ متہم ہے ــــ مگر پھر بھی کہتے ہیں کہ توہم خطرہ کے وقت بھی نزدِ عقلاء بچاؤ کا انتظام ضروری ہے ــــ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے اہتمام کے ساتھ عذاب اخروی کی خبر دی ہے۔ اس خبر سے بالکل متاثر نہیں ہوتے اگر متاثر ہوتے تو اس عذاب کے دُور کرنے کی کوشش کرتے ــــ اور کمال یہ ہے کہ اس عذاب کے دُور کرنے کا علاج بھی مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام سے معلوم کیے ہوئے ہیں ــــ بھلا یہ کونسا ایمان ہے کہ مخبر صادق کی خبر کو اس مخبر کاذب کی خبر کے برابر بھی نہ رکھا گیا۔ (جس نے شب خون کی جھوٹی خبر دی تھی)

یاد رکھو صورت اسلام نجات نہیں دے گی۔ یقین پیدا کرنا چاہیئے ــــ یقین کہاں ہے؟ یقین چھوڑ ظن بلکہ وہم بھی نہیں ہے۔ ورنہ عقلاء تو خطروں کے وقت وہم کا بھی اعتبار کر لیتے ہیں۔ اسی قسم کی ایک اور بات سنو ــــ حق تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے وَاللّٰهُ بَصِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ (اللہ تعالےٰ تمہارے اعمال کو دیکھنے والا ہے) ــــ اس ارشاد کے باوجود اعمال قبیحہ کیے جا رہے ہیں۔ اگر کسی حقیر سے حقیر آدمی کے متعلق بھی یہ گمان ہوتا ہے۔ کہ وہ ان اعمال قبیحہ کو دیکھ رہا ہے تو اس کے سامنے بُرے کام نہیں کریں گے۔ لامحالہ اس کام سے تو یہ سمجھا جائے گا۔ کہ (ناعاقبت اندیش لوگ) خبر حق کا یقین و اعتبار نہیں کرتے ــــ اب بتاؤ کہ اس قسم کا کردار ایمان ہے یا کفر؟

آنفرزند پر لازم ہے کہ از سر نو تجدید ایمان کریں ــــ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جددوا ایمانکم بقول لا الٰہ الا اللّٰہ ــــ (اپنے ایمان کو کلمۂ طیبہ کے ذریعے تازہ کرو) لہذا اللہ کی غیر پسندیدہ باتوں سے دوبارہ خالص توبہ کرو ــــ اللہ نے جن چیزوں کی نہی فرمائی ہے اور جن کو حرام قرار دیا ہے۔ ان سے علیحدہ رہو۔ پانچ وقت کی نماز پڑھو ــــ اگر تہجد میسر ہو جائے تو ہے سعادت ــــ ادائے زکوٰۃ بھی ارکان اسلام میں سے ہے زکوٰۃ بھی نکالو ــــ وہ طریقہ جس سے زکوٰۃ کی ادائیگی بسہولت ہو جاتی ہے یہ ہے کہ اپنے مال میں سے جو حق فقراء ہے (چالیسواں حصہ) اس کو سالانہ جدا کر لیا جائے اور اس کو زکوٰۃ کی نیت سے محفوظ رکھ کر سال بھر تک مصارف زکوٰۃ میں صرف کیا جائے۔ اس صورت میں ہر مرتبہ ادائے زکوٰۃ کی نیت کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی ایک مرتبہ نیت زکوٰۃ سے مال کا جدا کرنا کافی ہوگا ــــ ویسے تو فقراء و مستحقین پر بہتیرا خرچ کرتے ہوں گے۔ لیکن چونکہ نیت زکوٰۃ نہیں ہوتی اس لئے زکوٰۃ میں وہ رقم محسوب نہ ہوگی۔ اور جو صورت لکھی گئی ہے۔ اس میں زکوٰۃ بھی اپنے ذمے سے اُتر جائے گی۔ اور بے اندازہ خرچ سے بھی چھٹکارا ہو جائے گا۔ اگر بالفرض اس جدا شدہ زکوٰۃ سال بھر میں فقراء پر خرچ نہ ہوئی اور کچھ باقی رہ گئی تو اس بقیہ کو بھی اپنے مال سے جُدا رکھیں ــــ ہر سال یہی طریقہ عمل میں لائیں ــــ جب مال فقراء جدا کر لیا جاتا ہے تو اگر آج اس کی ادائیگی کی توفیق نہ ہوئی تو شاید کل کو توفیق ہو جائے۔

اے فرزند! چونکہ نفس انسانی بالذات انتہائی بخیل اور احکام الٰہی کی بجا آوری میں سرکش واقع ہوا ہے۔ اس لئے ضرورت کی بنا پر یہ بات پورے اہتمام سے کہی جا رہی ہے۔ ورنہ اموال و املاک سب اللہ کے ہیں کسی کی کیا مجال کہ ان اموال کی زکوٰۃ دینے میں دیر لگائے ــــ زکوٰۃ پوری شکر گذاری کے ساتھ ادا کرنا چاہیئے۔ اسی طرح تمام عبادات میں کسی طرح اپنے آپ کو معاف نہ رکھا جائے ــــ بندوں کے حقوق کی ادائیگی میں بھی سعی بلیغ کرنا چاہیئے اور کوشش کرنا چاہیئے کہ کسی کا حق اپنے ذمے نہ رہ جائے ــــ دنیا میں بندوں کا حق ادا کرنا آسان ہے، یہاں بلائمت اور خوشامد سے بھی کام چل جائیگا اور آخرت میں بڑی مشکل آ پڑے گی۔ کوئی تدبیر نہ ہو سکے گی۔

احکام شرعیہ کو علماء آخرت سے دریافت کرنا چاہیئے۔ ان کی بات میں ایک خاص تاثیر ہوتی ہے شاید ان کے انفاس کی برکت سے عمل کی توفیق ہو جائے ــــ

علماء دنیا سے — جنہوں نے علم کو وسیلۂ مال وجاہ بنا رکھا ہے — دور رہنا چاہیئے — البتہ اگر تقوٰے شعار علماء نہ مل سکیں تو پھر مجبورًا ان علماء دنیا سے معلوم کر لیا جائے۔ وہاں (لاہور میں) حاجی محمد اترہ علماء بیدار میں سے ہیں اور میاں شیخ علی اترہ خود تم سے واقف ہیں غرضیکہ دونوں بزرگ اس علاقے میں غنیمت ہیں۔ مسائل شرعیہ کی تفتیش میں ان کی طرف رجوع کرنا بہتر ہے — چونکہ تم عقیدت کے ساتھ فقراء کی جانب توجہ رکھتے ہو۔ اس مناسبت سے دل کی اکثر اوقات تمہاری طرف توجہ رہتی ہے۔ وہی توجہ اس گفتگو کا باعث ہوئی ہے — میں جانتا ہوں۔ کہ ان نصیحتوں اور مسئلوں میں سے اکثر تمہارے کانوں میں پہلے ہی پڑ چکے ہوں گے لیکن مقصود عمل ہے نہ کہ محض علم۔ وہ بیمار جو اپنے مرض کی دوا کا علم رکھتا ہے۔ جب تک اس دوا کو استعمال نہ کریگا صحت نہیں پائیگا۔ فقط دوا کا علم اس کو فائدہ نہیں پہنچائیگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

(اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عَالِمٌ لَمْ یَنْفَعْہُ اللّٰہُ بِعِلْمِہٖ) — قیامت کے دن اس عالم کو زیادہ عذاب ہوگا جس کے علم سے اللہ تعالےٰ نے اس کو نفع نہیں پہنچایا۔

مکتوب (۷۴) مرزا بدیع الزماں کے نام

نصائح

مکتوب گرامی وارد ہوا۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس خط سے محبت فقراء مفہوم ہوئی جو کہ دراصل سرمایہ سعادت ہے — آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ (ھم قوم لا یشقیٰ جلیسھم (یہ وہ لوگ ہیں جن کا ہمنشین محروم و بدنصیب نہیں رہتا) — آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم — فقراء مہاجرین کے ذریعے فتح کی دعا اللہ تعالےٰ سے مانگا کرتے تھے۔ آنحضرتؐ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ بہت سے پراگندہ بال ایسے ہیں جو دروازوں سے تو دھکے دے کر نکال دیئے جاتے ہیں۔ لیکن اللہ کے نزدیک اتنے عزیز ہیں کہ اگر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ ان کی قسم کو پورا کر دے۔

سعادت آثار! تم نے ایک فقرہ اپنے خط میں میرے متعلق یہ لکھا تھا "خدیو نشاتین" (مالک دو جہان) یاد رکھو یہ وہ صفت ہے جو حضرت واجب الوجود کے ساتھ مخصوص ہے اس کی شان بہت بڑی ہے۔ عبد مملوک کسی چیز پر بھی قادر نہیں اس کی کیا مجال کہ کسی طریقے سے اپنے مالک کے ساتھ مشارکت ڈھونڈے اور راہ خداوندی پر دور ڈالے علی الخصوص عالم آخرت میں کہ وہاں مالکیت و ملکیت کیا باعتبار حقیقت اور کیا باعتبار مجاز حضرت مالک یوم الدین (اللہ تعالیٰ) کے ساتھ مخصوص ہے —

حضرت حق جل مجدہٗ بروز قیامت ندا دیں گے۔ لمن الملک الیوم (آج کس کی بادشاہت ہے؟) — اور خود ہی جواب میں فرمائیں گے للہ الواحد القھار یعنی آج اللہ واحد قہار کی بادشاہت وحکومت ہے — بندوں کو اس دن سوائے ہول دہشت اور سوائے حسرت وندامت کچھ متحقق ومتصور نہ ہوگا۔ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں اس دن کی شدت اور غایت اضطراب خلائق کی خبر ان الفاظ میں دے رہا ہے۔ اِنَّ زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ یَوْمَ تَرَوْنَھَا تَذْھَلُ کُلُّ مُرْضِعَۃٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ کُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَھَا وَتَرَی النَّاسَ سُکٰرٰی وَمَا ھُمْ بِسُکٰرٰی وَلٰکِنَّ عَذَابَ اللّٰہِ شَدِیْدٌ — (بے شک قیامت کا زلزلہ بڑا بھاری زلزلہ ہوگا۔ جس دن دودھ پلانے والی دودھ پلانا بھول جائے گی۔ اور ہر حمل والی اپنا حمل گرا دے گی۔ اور تو لوگوں کو دیکھے گا کہ وہ مست ہیں۔ حالانکہ وہ مست نہ ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب ہی شدید ہے)

در آں روز کز فعل پرسند قول
اولوالعزم را دل بلرزد ز ہول
بجائے کہ دہشت برند انبیاء
تو عذر گنہ را چہ داری بیا

بقیہ دو نصیحتیں یہ ہیں :-

(۱) صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع نہایت ضروری ہے۔ اس لئے کہ نجات اس کے بغیر محال ہے۔

(۲) زیبا کشہائے دنیا کی طرف التفات نہ ہو اور اس کے وجود عدم کا اعتبار بھی نہ کیا جائے۔ اس لئے کہ دنیا اللہ کے نزدیک مبغوض ہے۔ اللہ کے یہاں اس کی کوئی قدر ومنزلت نہیں ہے۔ پس یہی مناسب ہے کہ اس کا عدم اس کے وجود سے بہتر ہو — دنیا کی بیوفائی اور زوال پذیری کا قصہ مشہور ہے۔ بلکہ آنکھوں دیکھا ہے۔ پس ان دنیا داروں سے عبرت حاصل کرو۔ جو اس دنیا سے گزر چکے ہیں — اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی توفیق دے — آمین

مکتوب ۷۶ (مولانا) قلیج محمد خاں (اندجانی) کے نام

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا (رسول جس چیز کو دیں اس کو لے لو۔ اور جس چیز سے منع کریں۔ اس سے باز رہو)

(اس آیت کے پیش نظر) مدار نجات دو باتوں پر ہوا۔ (۱) اوامر کی بجا آوری (۲) نواہی سے باز رہنا — اور ان دونوں جزوں میں جزو اخیر زیادہ اہم ہے کہ ورع وتقوٰی اسی کا نام ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرتؐ کے سامنے ایک شخص کی عبادت وریاضت کا ذکر کیا گیا اور دوسرے شخص کے تقوٰے کا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تقوٰے کے برابر کوئی چیز نہیں۔ آنحضرتؐ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ تمہارے دین کا مدار تقوٰے اور پرہیزگاری ہے — انسان کی فرشتوں پر جو فضیلت ہے وہ اسی جزو اخیر کی بنا پر ہے اور مدارج قرب کی ترقی بھی اسی جزو سے ہوتی ہے۔ اس لیے کہ ملائکہ پہلے جزو میں شریک ہیں۔ لیکن ان میں ترقی مفقود ہے۔ پس رعایت جزو اخیر (ورع وتقوٰے) اسلام کے اعلےٰ ترین مقاصد میں سے ہے — اور اس جزو کی رعایت جس کا مدار حرام باتوں سے بچنے پر ہے۔ پورے طریقے پر اس وقت میسر ہو سکتی ہے کہ فضول مباحات سے پرہیز کیا جائے۔ اور مباحات ضروریہ پر اکتفا کیا جائے۔ اس لئے کہ ارتکاب مباحات کی لگام ڈھیلی چھوڑ دینا امور مشتبہات تک پہنچا دے گا۔ اور مشتبہ حرام کے قریب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ من حام حول الحمٰی یوشک ان یقع فیہ (جس نے چرایا اپنے جانوروں کو شاہی سبزہ زار کے آس پاس قریب ہے کہ چرالے وہ اس کے اندر۔ یعنی وہ جانور شاہی چراگاہ میں داخل ہو جائیں گے۔ جو کہ ممنوع ہے پس کمال تقوٰے کے حصول کیلئے مباحات پر بقدر ضرورت اکتفا ضروری ہو اور وہ بھی ادائے وظائف بندگی کی نیت سے مشروط ہو کر — ورنہ (بغیر نیت کے) اس قدر بھی وبال ہے اور قلیل بھی حکم کثیر رکھتا ہے اور چونکہ فضول مباحات سے پورے طریقے پر بچنا خصوصًا اس زمانے میں بہت ہی کم ہے۔ لہٰذا ایسا تو ہو کہ محرمات سے اجتناب کو لازم کر کے حتی الامکان فضول مباحات کے دائرہ ارتکاب کو تنگ تر کر دیا جائے اور فضول مباحات کے (کبھی کبھار) ارتکاب کے بعد ہمیشہ استغفار اور التجا وتضرع ہونا چاہیئے۔ ممکن ہے اس سے بھی وہی نتیجہ پیدا ہو جائے جو فضول مباحات سے کلیتہً پرہیز سے ہوتا — ایک درویش کا قول ہے کہ مجھے عاصیوں کا انکسار عبادت گزاروں کی جد وجہد سے زیادہ پسند ہے — محرمات سے بچنا دو قسم پر ہے ایک قسم حقوق اللہ سے رکھتی ہے دوسری قسم حقوق عباد سے۔ ان میں سے دوسری قسم کی رعایت بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالےٰ تو غنی مطلق اور ارحم الراحمین ہے اور بندے فقراء ومحتاج ہیں اور بالذات بخیل ولئیم — (اس لئے ان کے حقوق کی ادائیگی ضرور ہونا چاہیئے)

باقی بر صفحہ ۱۷

صِلہ رحمی و انقطاعِ تعلق

جناب ایم عبدالرحمٰن صاحب لدھیانوی (شیخو پورہ)

عقلمند کون ہیں

اَلَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ ۙ وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَیَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ الخ ۔ (پ ۱۳ ع ۹)

(ترجمہ) وہ لوگ جو اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں اور اُس عہد کو توڑتے نہیں ۔ اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں جس کو اللہ نے ملانے کا حکم دیا ۔ اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں ۔ اور بُرے حساب کا اندیشہ رکھتے ہیں ۔ اور وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب کی خوشی حاصل کرنے کے لئے صبر کیا اور نماز کو قائم رکھا ۔ اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے پوشیدہ اور ظاہرہ طور پر خرچ کیا ۔ اور بُرائی کے مقابلہ میں بھلائی کرتے ہیں ۔ اُن لوگوں کے لئے آخرت کا گھر ہے۔

(مطلب) عقلمندوں کے اوصاف میں مندرجہ ذیل امور ہیں ۔

(۱) اللہ سے جو عہد ازل میں ہو چکا ہے (عہد الست) جس پر انسان کی فطرت خود گواہ ہے ۔ اور جو انبیاء علیہم السلام کی زبانی عہد لئے گئے ۔ اُن سب کو پورا کرتے ہیں ۔ کسی کو توڑتے نہیں ۔ نیز بذات خود کسی معاملہ میں خدا سے یا بندوں سے جو عہد و پیمان باندھتے ہیں (بشرطیکہ معصیت نہ ہو) اس کی خلاف ورزی نہیں کرتے ۔

(۲) صلہ رحمی کرتے ہیں یا ایمان کو عمل کے ساتھ یا حقوق العباد کو حقوق اللہ کے ساتھ ملاتے ہیں یا اسلامی اخوت کو قائم رکھتے ہیں یا انبیاء علیہم السلام میں تفریق نہیں کرتے کہ کسی کو مانیں کسی کو نہ مانیں ۔

(۳) حق تعالیٰ کی عظمت و جلال کا تصور کر کے لرزاں و ترساں رہتے ہیں ۔ اور یہ اندیشہ لگا رہتا ہے ۔ کہ دیکھئے وہاں جب ذرہ ذرہ کا حساب ہوگا کیا صورت پیش آئے گی ۔

(۴) مصائب و شدائد اور دُنیا کی مکروہات پر صبر کرتے ہیں ۔ کسی سختی سے گھبرا کر اطاعت کے راستہ سے قدم نہیں ہٹاتے نہ معصیت کی طرف جھکتے ، اور صبر و استقلال محض حق تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دکھلاتے ہیں ۔

بُرائی کا جواب بھلائی سے دیتے ہیں ۔ سختی کے مقابلہ میں نرمی برتتے ہیں ۔ کوئی ظلم کرتا ہے یہ معاف کر دیتے ہیں ۔ بشرطیکہ معافی سے بُرائی کے ترقی کرنے کا اندیشہ نہ ہو ۔ بدی سے بچ کر نیکی اختیار کرتے ہیں ۔ اگر کبھی کوئی بُرا کام ہو جائے تو اُس کے مقابلہ میں بھلا کام کرتے ہیں ۔

ایسے کاملین کو جن کی خصلتیں اُوپر بیان ہوئیں جنت میں ایک نعمت و مسرت یہ حاصل ہوگی کہ وہ اور اُن کے ماں باپ ، اولاد ، بیویاں جنت میں سب اکٹھے رہیں گے ۔

وَالَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۝

(ترجمہ) اور جو لوگ اللہ کا عہد مضبوط کرنے کے بعد توڑتے ہیں ۔ اور اُس چیز کو جس کے جوڑنے کا اللہ نے فرمایا قطع کر دیتے ہیں ۔ اور ملک میں فساد اٹھاتے ہیں ۔ ایسے لوگوں کے واسطے لعنت ہے ۔ اور اُن کے لئے بُرا گھر ہے ۔

(اشقیا) بدبختوں کی عادات اور خصائل بیان کر کے اُن کا انجام بتلایا ہے ۔ ان کا کام یہ ہے کہ حق تعالیٰ سے بدعہدی کریں ۔ جن چیزوں کے جوڑنے کا حکم دیا ہے انہیں توڑتے ہیں ۔ ملک میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکاتے ہیں ۔ دوسروں پر اور اپنی جانوں پر ظلم کرنے سے نہیں ڈرتے یہی لوگ ہیں جو خدا کی رحمت سے دور پھینک دیئے گئے ۔ اور سب سے زیادہ بُرے مقام پر پہنچنے والے ہیں ۔

(۳) وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰى وَالْیَتٰمٰى وَالْمَسٰكِیْنِ ۔ الخ (پ ۵ ع ۳)

ترجمہ :- اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور قرابت والوں کے ساتھ اور یتیموں اور فقیروں اور ہمسایہ قریب اور ہمسایہ اجنبی اور پاس بیٹھنے والے اور مسافر کے ساتھ اور اپنے ہاتھ کے مال یعنی غلام باندیوں کے ساتھ ۔

(مطلب) ہر ایک کا حق درجہ بدرجہ بر تعلق کے موافق اور حاجتمندی کے مناسب ادا کرو ۔ سب سے مقدم اللہ تعالیٰ کا حق ہے ۔ پھر ماں باپ کا ، پھر درجہ بدرجہ سب واسطہ داروں اور حاجتمندوں کا اور ہمسایہ قریب اور غیر قریب ہمسایہ قرابتی کا حق ہمسایہ اجنبی سے زیادہ ہوگا ۔ پاس بیٹھنے والے میں رفیق سفر اور پیشہ کے اور کام کے شریک اور ایک آقا کے دو نوکر اور ایک استاد کے دو شاگرد اور دوست اور شاگرد اور مرید وغیرہ سب داخل ہیں ۔ اور مسافر میں مہمان اور غیر مہمان دونوں آ گئے اور مال مملوک غلام اور لونڈی کے علاوہ دیگر حیوانات بھی شامل ہیں ۔ جو آدمی مغرور ہو اور عیش میں مشغول ہو وہ ان حقوق کو ادا نہیں کر سکتا ۔

اللہ تعالیٰ خود پسند ، تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ۔ جو اپنے مال اور علم خداداد کو لوگوں سے چھپاتے ہیں اور کسی کو نفع نہیں پہنچاتے اور قولاً و عملاً دوسروں کو بھی بُخل کی ترغیب دیتے ہیں ۔

ارشادات نبوی

(۱) حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی رضامندی والد کی رضامندی میں ہے ۔ اور خدا کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے ۔

(۲) حضرت معاویہ ابن جاہمہؓ کا بیان ہے کہ حضرت جاہمہؓ نے نبی اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے جہاد کا ارادہ کیا ہے ۔ آپ سے مشورہ لینے کو آیا ہوں فرمایا تمہاری والدہ موجود ہیں؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں ۔ فرمایا بس تو تم ان کی خدمت میں رہو ۔ کیونکہ جنت ان کے پاؤں کے نیچے ہے ۔

(۳) حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں ۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! والدین کا انسان پر کیا حق ہے ۔ فرمایا وہ تیری جنت اور دوزخ دونوں ہیں ۔

(۴) حضرت ابوبکرؓ کہتے ہیں نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ۔ خدا تعالیٰ جن جن گناہوں کو چاہے گا بخش دے گا ۔ مگر والدین کی نافرمانی اس سے مستثنیٰ ہے ۔ کیونکہ والدین کی نافرمانی کرنے والا دُنیا میں مرنے سے پہلے عذاب محسوس کر لیتا ہے ۔

(۵) حضرت جریر ابن عبداللہؓ کا بیان ہے

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کھاتا۔ اللہ تعالےٰ اس پر بھی رحم نہیں فرماتا۔

(۶) حضرت سہل ابن سعدؓ کہتے ہیں حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں اور یتیم کا پرورش کرنے والا جنت میں ایسے ہوں گے۔ جیسے کہ شہادت کی انگلی اور بیچ والی انگلی متصل ہوتی ہیں۔

(۷) حضرت نعمان ابن بشیرؓ کا بیان ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام مومن مثل ایک جسم کے ہیں۔ اگر ایک کی آنکھ دُکھے تو ان سب کا تمام جسم دُکھتا ہے اور اگر اس کا سر دُکھے تو اُن کا تمام جسم دُکھتا ہے۔

(۸) حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں۔ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ اُس پر نہ ظلم کرے۔ اور نہ اس کو تباہی میں گرائے جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی کے لئے کوشاں ہوگا۔ اللہ تعالےٰ اس کی حاجت روائی میں ہوگا۔ اور جو شخص کسی مسلمان کی تکلیف کو دُور کرے گا۔ اللہ تعالےٰ قیامت کی تکالیف اس سے دُور فرمائے گا۔ اور جو مسلمان کسی کی پردہ پوشی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اُس کی پردہ پوشی قیامت کے دن فرمائیگا۔

(۹) حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں رسولِ مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہ لوگ بہتر ہیں۔ جو اپنے ساتھیوں کے واسطے بہتر ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہمسائے بہتر ہیں۔ جو اپنے ہمسایہ کے واسطے بہتر ہیں۔

(۱۰) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فلاں عورت کا اس کے صوم وصلوٰۃ اور صدقہ کی وجہ سے ہر مقام پر ذکر ہوتا ہے۔ لیکن وہ اپنی زبان کی وجہ سے اپنے ہمسایوں کو بہت تکلیف پہنچاتی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا وہ دوزخی ہے۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہؐ لیکن فلاں عورت کے صوم وصلوٰۃ اور صدقہ کی کمی کا ذکر ہوتا ہے۔ وہ صدقہ میں پنیر کے چند ٹکڑے دے دیا کرتی ہے۔ لیکن وہ ہمسائیوں کو اذیت نہیں پہنچاتی۔ حضورؐ نے فرمایا وہ جنتی ہے۔

(۱۱) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں حضور انورؐ نے فرمایا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ فرمائے گا محبت کرنے والے کہاں ہیں۔ مجھ کو اپنے جلال کی قسم۔ آج میں اُن کو اپنے سایہ میں رکھوں گا۔ یہ ایسا دن ہے۔ کہ میرے سایہ کے علاوہ اس دن کوئی سایہ نہیں۔

(۱۲) حضرت ابوموسیٰؓ کہتے ہیں رسول مقبولؐ نے فرمایا نیک اور بد ہمنشین کی مثال ایسی ہے۔ جیسے کسی کے پاس مُشک ہو یا وہ بھٹی پھونکتا ہو۔ جس کے پاس مُشک ہوگا۔ وہ تجھ کو یا مفت دے گا یا تیرے ہاتھ فروخت کر دے گا۔ یا کم از کم تجھ کو اس کی خوشبو ہی پہنچے گی۔ اور بھٹی پھونکنے والا یا تیرے کپڑوں کو جلا دے گا۔ یا کم از کم اُس کی بدبو ہی تجھ کو پہنچے گی۔

(۱۳) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ رشتہ رحمانی شاخ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ جو تجھ کو ملائے گا میں اس کو ملاؤں گا۔ اور جو تجھ کو قطع کرے گا۔ میں اُس کو قطع کروں گا۔

(۱۴) حضرت جبیرؓ ابن مطعمؓ کہتے ہیں نبی اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کنُبہ والوں سے ترک تعلق کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

(۱۵) حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدلہ رشتہ کو جوڑنے والا نہیں۔ بلکہ رشتہ قائم رکھنے والا وہ شخص ہے۔ کہ جب رشتہ ٹوٹ جائے تو وہ اس کو جوڑ دے۔

(۱۶) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! میرے کچھ قرابتدار ہیں۔ میں اُن کے ساتھ رشتہ پروری کرتا ہوں۔ لیکن وہ قطع رحمی کرتے ہیں میں اُن کے ساتھ نیکی کرتا ہوں۔ وہ میرے ساتھ بدی سے پیش آتے ہیں۔ میں اُن کے ساتھ بُردباری کرتا ہوں۔ اور وہ میرے ساتھ جہالت سے کام لیتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اگر جس طرح تم کہہ رہے ہو۔ اسی طرح واقعہ ہے۔ تو اُن پر خاک اور جب تک تم یہ کرتے رہوگے۔ اللہ تعالےٰ کی جانب سے تمہاری مدد ہوتی رہے گی۔

(۱۷) حضرت عمرو ابن عاصؓ کہتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ فلاں شخص کا خاندان میرا قرابتدار نہیں۔ بلکہ میرا قرابت والا اللہ ہے۔ اور صالح مُؤمنین ہیں۔ ہاں ان کے ساتھ میرا رشتہ ہے۔ جس کو میں حسن سلوک سے جوڑ دوں گا۔

(۱۸) حضرت انسؓ کہتے ہیں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس شخص کو وسعت رزق اور تاخیر موت مطلوب ہو۔ وہ صلہ رحمی کرے۔

(مشکوٰۃ باب رحم علی المخلوق)

اللہ ہی کیلئے محبت اور اللہ ہی کیلئے بغض

(۱) حضرت معاذ ابن جبلؓ کہتے ہیں نبی انورؐ نے فرمایا۔ میری محبت ان لوگوں کے حق میں لازم ہے۔ جو میری خوشنودی کے لئے آپس میں محبت کرتے ہیں۔ میری خوشنودی کے لئے باہم مل کر بیٹھتے ہیں۔ میری رضامندی کے لئے باہم ملاقات کرتے ہیں۔ دوسری روایت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جو لوگ میری رضامندی کے لئے باہم محبت کرتے ہیں۔ مجھ کو اپنے جلال کی قسم ان کے واسطے نور کے منبر ہوں گے۔ جن پر انبیاء اور شہدا رشک کریں گے۔

(۲) حضرت عمرؓ کہتے ہیں نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اللہ کے ایسے بندے بھی ہیں کہ جو نہ نبی ہیں نہ شہید لیکن انبیاء اور شہدا کو اُن کے قرب منزلت پر رشک ہوگا۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیے وہ کون لوگ ہیں فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو کتاب اللہ کے بموجب بغیر رشتہ داری کے آپس میں محبت کرتے ہوں گے۔ اور آپس میں بغیر مالی لالچ کے اُن میں اُلفت ہوگی۔ خدا کی قسم۔ اُن کے چہرے نور کے ہوں گے۔ وہ نور پر بیٹھے ہوں گے جس روز سب خوفزدہ ہوں گے۔ اُن کو کسی قسم کا خوف نہ ہوگا جس روز سب کو غم ہوگا۔ اُن کو کوئی غم نہ ہوگا۔ پھر آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ ٥ (پ۱۱ ع ۱۲)

(۳) حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں رسولِ انورؐ نے حضرت ابوذرؓ سے فرمایا کہ اے ابوذر! ایمان کی کونسی دستاویز مضبوط ہے۔ انہوں نے عرض کیا خدا اور خدا کا رسول زیادہ جانتا ہے۔ ارشاد فرمایا خدا کی رضامندی کے واسطے دوستی پیدا کرنا۔ خدا کے واسطے محبت کرنا۔ خدا کے واسطے بُغض رکھنا۔

(۴) حضرت ابوذرؓ کا بیان ہے ایک روز حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام رونق افروز ہوئے ہم لوگوں سے ارشاد ہوا تم کو یہ بھی معلوم ہے کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک تمام عملوں سے بہتر کونسا عمل ہے۔ صحابہؓ میں سے کسی نے کہا کہ نماز اور زکوٰۃ کسی نے کہا جہاد۔ لیکن حضور انورؐ نے فرمایا۔ خدا کے نزدیک تمام عملوں میں بہتر للہ محبت اور للہ بُغض ہے۔

(۵) حضرت ابوامامہؓ کا بیان ہے رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو بندہ

کسی کو خدا کے واسطے محبوب رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی عزت اور تکریم فرماتا ہے۔

(۶) حضرت ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جنت میں ایک ستون یاقوت کا بنا ہوا ہے جس میں زبرجد کے بالا خانے ہیں۔ اس کے بہت سے دروازے ہیں وہ مکان ایسے روشن ہیں۔ جس طرح موتی چمکتا ہو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی علیہ وسلم اس میں کون لوگ داخل ہوں گے۔ ارشاد فرمایا۔ جو لوگ خدا کے واسطے محبت کرتے ہیں۔ خدا ہی کی رضامندی میں ان کی مجلسیں ہوتی ہیں۔ اور خدا ہی کے واسطے ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں۔

(مشکوٰۃ)

انقطاعِ تعلق اور ترکِ ملاقات

(۱) حضرت ابو ایوب انصاری رضؓ کا بیان ہے نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کسی مومن کو یہ جائز نہیں کہ اپنے کسی بھائی کو اس طریقہ پر چھوڑ دے کہ جب ایک دوسرے کو راستہ میں ملے تو یہ علیحدہ مُنہ پھیر کر چلا جائے۔ بلکہ ان دونوں میں بہتر وہ شخص ہے۔ جو پہلے سلام کی ابتدا کرے (مشکوٰۃ)

(۲) حضرت ابو امامہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے اللہ ہی کے لئے کسی سے محبت کی اور اللہ ہی کے لئے دشمنی کی اور اللہ ہی کے لئے دیا جس کو جو کچھ دیا اور اللہ ہی کے واسطے منع کیا۔ (اور نہ دیا جس کو منع کرنا اور نہ دینا عند اللہ بہتر سمجھا) تو اس نے اپنے ایمان کی تکمیل کر لی۔ (ابو داؤد)

(۳) حضرت عبداللہ ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر غفاری سے فرمایا بتلاؤ ایمان کی کونسی دستاویز زیادہ مضبوط ہے؟ (یعنی ایمان کے شعبوں میں سے کونسا شعبہ زیادہ پائیدار ہے) ابوذرؓ نے عرض کیا۔ کہ اللہ و رسول ہی کو زیادہ علم ہے۔ (لہٰذا حضورؐ ہی ارشاد فرمائیں) آپؐ نے فرمایا اللہ کے لئے باہم تعلق و تعاون اور اللہ واسطے کی کسی سے محبت اور اللہ ہی کے واسطے کسی سے بغض و عداوت "(شعب الایمان للبیہقی)

(تشریح) مطلب یہ ہے کہ ایمانی اعمال و احوال میں سب سے زیادہ جاندار اور پائیدار عمل اور حال یہ ہے۔ کہ بندہ کا دُنیا میں جس کے ساتھ جو برتاؤ ہو خواہ موالات ہو یا ترکِ موالات محبت ہو یا عداوت وہ اپنے نفس کے تقاضے سے اور کسی نفسیاتی جذبہ سے نہ ہو۔ بلکہ صرف اللہ کے لئے اور اسی کے حکم کے ماتحت ہو۔

(۴) حضرت معاذ بن جبل رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبیؐ سے افضل ایمان کے متعلق سوال کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ (یہ) اللہ ہی کے لئے کسی سے تمہاری محبت ہو۔ اور اللہ ہی کے واسطے بغض و عداوت ہو اور دوسرے یہ کہ تم اپنی زبان کو اللہ کی یاد میں لگائے رکھو۔

حضرت معاذؓ نے عرض کیا اور کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ نے فرمایا۔ اور یہ کہ دوسرے لوگوں کے لئے بھی وہی چاہو اور وہی پسند کرو۔ جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ اور چاہتے ہو اور ان کے لئے بھی . . . . ان چیزوں کو ناپسند کرو۔ جو اپنے سے ناپسند کرتے ہو۔

(مسلم)

(۵) حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کسی مسلمان کو یہ جائز نہیں کہ اپنے کسی بھائی کو خفا ہو کر تین روز تک چھوڑے رکھے۔ اگر راستہ میں ملاقات ہو جائے اور وہ اُس کو تین مرتبہ سلام کرے۔ لیکن یہ کسی سلام کا جواب نہ دے۔ تو اس کے گناہ لے کر واپس ہو گا۔

(۶) حضرت ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کسی مسلمان کو یہ مناسب نہیں کہ اپنے کسی مسلمان بھائی کو خفا ہو کر تین روز تک چھوڑے اگر اس نے تین روز تک اس کو چھوڑ دیا۔ اور اس سے بات چیت نہ کی اور اسی حالت میں مرگیا تو دوزخ میں داخل ہو گا

(۷) حضرت ابو خراش سلمیؓ کہتے ہیں نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا مسلمان کا اپنے بھائی کو خفگی میں ایک سال تک چھوڑ رکھنا اس کے خون بہانے کی طرح ہے۔ (مشکوٰۃ باب صلہ رحمی و انقطاع تعلق)

(خلاصہ) جس شخص نے اپنے حرکات و سکنات اور اپنے جذبات کو اس طرح مرضئے الٰہی کے تابع کر دیا۔ کہ وہ جس سے تعلق جوڑتا ہے۔ اللہ ہی کی رضا کے لئے جوڑتا ہے اور جس سے توڑتا ہے۔ اللہ ہی کے لئے توڑتا ہے جس کو دیتا ہے۔ اللہ ہی کے لئے دیتا ہے اور جس کو دینے سے ہاتھ روکتا ہے۔ صرف اللہ ہی کی خوشنودی کے لئے روکتا ہے۔ غرض جس کے ایجابی، سلبی اور قلبی رجحانات اور جذبات مثلاً محبت اور عداوت اور اسی طرح مثبت و منفی ظاہری افعال و حرکات مثلاً کسی کو کچھ دینا یا نہ دینا یہ سب اللہ ہی کے واسطے ہونے لگیں اور بجز رضائے الٰہی کے کوئی اور محرک اور داعیہ اس کے اعمال و افعال کے لئے نہ رہے۔ الغرض تعلق باللہ اور کامل عبدیت کا یہ مقام جس کو حاصل ہو جائے اس کا ایمان کامل ہو گیا۔

ترکِ موالات

وَ نَخْلَعُ وَ نَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ

(دعائے قنوت)

وَ اِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ط الخ پ ۷ ع ۱۴

(ترجمہ) اور جب تُو لوگوں کو ہماری آیتوں میں جھگڑتے ہوئے دیکھو تو اُن سے کنارہ کر یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں مشغول ہو جائیں۔ اور اگر تجھ کو شیطان بھلا دے تو یاد آجانے کے بعد ظالموں کے ساتھ مت بیٹھ اور پرہیزگاروں پر جھگڑنے والوں کے حساب میں سے کوئی چیز نہیں لیکن اُن کے ذمہ نصیحت کرنی ہے۔ تاکہ وہ ڈریں اور چھوڑ دے اُن لوگوں کو جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا رکھا ہے (تفسیر) جو لوگ آیات اللہ پر طعن و استہزا اور ناحق کی نکتہ چینی میں مشغول ہو کر اپنے آپ کو مستحق عذاب بناتے ہیں۔ تم اُن سے خلط ملط نہ رکھو کہیں تم بھی اُن کے زمرہ میں داخل ہو کر موردِ عذاب نہ بن جاؤ۔ جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا ہے۔ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ۔

ایک مومن کی غیرت کا تقاضا یہ ہونا چاہیئے کہ ایسی مجلس سے بیزار ہو کر کنارہ کرے۔ اور کبھی بھول کر شریک ہو گیا۔ تو یاد آنے کے بعد فوراً وہاں سے اُٹھ جائے۔ اسی میں اپنی عاقبت کی درستی دین کی سلامتی اور طعن و استہزا کرنے والوں کے لئے عملی نصیحت اور تنبیہ ہے۔

اگر پرہیزگار لوگ جھگڑنے اور طعن کرنے والوں کی مجلس سے اُٹھ کر چلے آئے تو طعنہ دینے والوں کے گمراہی میں پڑے رہنے کا کوئی مواخذہ اور ضرر ان متقین پر عائد نہیں ہو سکتا۔ ہاں اُن کے ذمہ بقدرِ استطاعت اور حسبِ موقعہ نصیحت کرتے رہنا ہے شاید وہ بدبخت نصیحت سُن کر اپنے انجام سے ڈر جائیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ پرہیزگار اور محتاط لوگوں کو اگر کسی واقعی معتد بہ دینی یا دُنیوی ضرورت سے ایسی مجلس میں جانے کا اتفاق ہو جائے۔ تو اُن کے حق میں طعنہ دینے والوں کے گناہ اور بازپُرس کا کوئی اثر نہیں پہنچتا۔ ہاں ان کے ذمہ بشرطِ قدرت نصیحت کر دینا ہے۔ ممکن ہے کسی وقت اُن پر بھی نصیحت کا اثر پڑ جائے۔ اُن لوگوں سے تعلقات چھوڑ دے۔ جنہوں نے اپنے دین اسلام کو جس کا قبول کرنا اُن کے ذمہ فرض تھا۔ اور جس کو وہ دُنیا کی لذتوں میں مست ہو کر

عاقبت کو بھلا بیٹھے۔

(۴) اگر خدا کے دشمنوں سے دوستانہ گانٹھو گے تو خود نقصان اٹھاؤ گے۔ اللہ تعالٰے کو کسی کی دوستی یا دشمنی کی کیا پرواہ ہے۔ وہ تو بذات خود تمام کمالات اور ہر قسم کی خوبیوں کا مالک ہے۔ اُس کو کچھ بھی ضرر نہیں پہنچ سکتا۔

اللہ کی قدرت ورحمت سے کچھ بعید نہیں کہ جو آج بدترین دشمن ہیں۔ کل اُنہیں مسلمان کر دے۔ اور اس طرح تمہارے اور ان کے درمیان دوستانہ اور برادرانہ تعلقات قائم ہو جائیں۔ چنانچہ فتح مکہ میں ایسا ہی ہوا۔ تقریباً سب مکّہ والے مسلمان ہو گئے اور جو لوگ ایک دوسرے پر تلوار اٹھا رہے تھے۔ اب ایک دوسرے پر جان قربان کرنے لگے۔ اس مقام پر مسلمانوں کو تسلی دی گئی کہ مکّہ والوں کے مقابلہ میں یہ ترک موالات کا جہاد صرف چند روز کے لئے ہے۔ پھر اس کی ضرورت نہیں رہے گی۔ چاہیئے کہ بحالت موجودہ تم مضبوطی سے ترک موالات پر قائم رہو۔ اور جس کسی سے کوئی بے اعتدالی ہو گئی ہو۔ اللہ سے اپنی خطا معاف کرائے وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مکّہ میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے۔ جو آپ مسلمان نہ ہوئے اور مسلمان ہونے والوں سے ضد اور پرخاش بھی نہیں رکھی۔ نہ دین کے معاملہ میں اُن سے لڑے نہ اُن کے ستانے اور نکالنے میں ظالموں کے مددگار بنے اس قسم کے کافروں کے ساتھ بھلائی اور خوش خلقی سے پیش آنے کو اسلام نہیں روکتا جب وہ تمہارے ساتھ نرمی اور رواداری سے پیش آتے ہیں۔ انصاف کا تقاضا یہ ہے۔ کہ تم بھی اُن کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اور دُنیا کو دکھلا دو کہ اسلامی اخلاق کا معیار کس قدر بلند ہے۔ اسلام کی تعلیم یہ نہیں کہ اگر کافروں کی ایک قوم مسلمانوں سے برسرپیکار ہے۔ تو تمام کافروں کو بلاتمیز ایک ہی لاٹھی سے ہانکنا شروع کر دیں۔ ایسا کرنا حکمت وانصاف کے خلاف ہوگا۔ ضروری ہے۔ کہ عورت، بچے، بوڑھے، جوان اور معاند و سالم میں فرق کیا جائے۔

تو برائے وصل کردن آمدی
نے برائے فصل کردن آمدی

طریق دعوت و تبلیغ

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ (الجزء ۱۴ ع ۲۲)

ترجمہ:۔ اپنے رب کی راہ پر بلا۔ پکی باتیں سمجھا کر اور نصیحت سُنا کر خود پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تعلیم دی جا رہی ہے۔ کہ لوگوں کو راستہ پر کس طرح لانا چاہیئے۔ اس کے تین طریقے بتلائے (۱) حکمت (۲) موعظت حسنہ (۳) جدال بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَن

حکمت سے مراد یہ ہے۔ کہ نہایت پختہ اور اٹل مضمون۔ مضبوط دلائل و براہین کی روشنی میں حکیمانہ انداز سے پیش کئے جائیں۔ جن کو سُن کر فہم وادراک اور علمی ذوق رکھنے والا طبقہ گردن جھکا سکے۔ دُنیا کے خیالی فلسفے اُن کے سامنے ماند پڑ جائیں اور کسی قسم کی علمی و دماغی ترقیات وحیٔ الہٰی کی بیان کردہ حقائق کا ایک شوشہ تبدیل نہ کر سکیں

موعظت حسنہ، مؤثر اور رقت انگیز نصیحتوں سے عبادت ہے۔ جن میں نرم خوئی اور دلسوزی کی رُوح بھری ہو۔ اخلاص، ہمدردی اور شفقت و حُسنِ اخلاق سے خوبصورت اور معتدل پیرایہ میں جو نصیحت کی جاتی ہے۔ بسا اوقات پتھر کے دل بھی موم ہو جاتے ہیں۔ مُردوں میں جانیں پڑ جاتی ہیں۔ ایک مایوس و پژمُردہ قوم جُھرجُھری لے کر کھڑی ہو جاتی ہے۔ لوگ ترغیب و ترہیب کے مضامین سُن کر منزل مقصود کی طرف بے تابانہ دوڑنے لگتے ہیں اور بالخصوص جو زیادہ عالی دماغ اور ذکی وفہیم نہیں ہوتے۔ مگر طلب حق کی چنگاری سینے میں رکھتے ہیں۔ اُن میں مؤثر وعظ وپند سے عمل کی ایسی سٹیم بھری جا سکتی ہے۔ جو بڑی اونچی عالمانہ تحقیقات کے ذریعہ سے ممکن نہیں۔

ہاں دُنیا میں ایک ایسی جماعت بھی موجود رہی ہے جن کا کام ہر چیز میں اُلجھنا اور بات بات میں حجتیں نکالنا اور کج بحثی کرنا ہے یہ لوگ نہ حکمت کی باتیں قبول کرتے ہیں۔ نہ وعظ و نصیحت سُنتے ہیں۔ بلکہ چاہتے ہیں کہ ہر مسئلہ میں بحث ومناظرہ کا بازار گرم ہو۔ بعض اوقات اہل فہم وانصاف اور طالبین حق کو بھی شبہات گھیر لیتے ہیں۔ اور بدوں بحث کے تسلی نہیں ہوتی۔ اسی لئے وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ فرما دیا گیا۔ کہ اگر ایسا موقعہ پیش آئے تو بہترین طریقہ سے تہذیب، شائستگی۔ حق شناسی اور انصاف کے ساتھ بحث کرو اپنے حریف مقابل کو الزام دو تو بہترین اسلوب سے دو خواہی نخواہی دل آزار اور جگر خراش باتیں مت کرو۔ جن سے قضیہ بڑھے اور معاملہ طول کھینچے مقصود سمجھانا اور سچ کا اظہار ہونا چاہیئے۔ خشونت (سختی) بداخلاقی، سخن پروری اور ہٹ دھرمی سے کچھ نتیجہ نہیں۔

طریق دعوت و تبلیغ میں تم کو خدا کے بتائے ہوئے راستہ پر چلنا چاہیئے۔ اس فکر میں پڑنے کی ضرورت نہیں کہ کس نے فرمانا اور کس نے نہیں مانا۔ نتیجہ کو خدا کے سپرد کرو۔ وہ ہی راہ پر آنے والوں اور نہ آنے والوں کے حالات کو بہتر جانتا ہے۔ جیسا مناسب ہوگا ان سے معاملہ کرے گا۔

دعوت و تبلیغ کی راہ میں اگر تم کو سختیاں اور تکلیفیں پہنچائی جائیں۔ تو قدرت حاصل ہونے کے وقت برابر کا بدلہ لے سکتے ہو۔ اجازت ہے۔ لیکن صبر کا مقام اس سے بلند تر ہے۔ اگر صبر کرو گے تو اس کا نتیجہ تمہارے حق میں اور دیکھنے والوں کے بلکہ خود زیادتی کرنے والوں کے حق میں بہتر ہوگا۔

مظالم وشدائد پر صبر کرنا سہل کام نہیں خدا ہی مدد فرماتے تو ہو سکتا ہے۔ کہ آدمی ظلم سہتا رہے اور اُف نہ کرے۔ انسان جس قدر خدا سے ڈر کر تقویٰ، پرہیزگاری اور نیکی اختیار کرے گا۔ اسی قدر خدا کی امداد و اعانت اُس کے ساتھ ہوگی۔ سو ایسے لوگوں کو کفار کے مکر و فریب سے تنگدل اور غمگین ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔

(شیخ الاسلام حضرت مولانا عثمانیؒ)

سورہ مریم میں ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ نے حق قبول کرنے سے مُنہ پھیر لیا۔ اور ضد و عناد سے حضرت ابراہیمؑ کو قتل کی دھمکیاں دینے لگا۔ تو آپ نے والدین کا ادب ملحوظ رکھتے ہوئے فرمایا

سَلَامٌ عَلَیْکَ سَاَسْتَغْفِرُ لَکَ رَبِّیْ اِنَّہٗ کَانَ بِیْ حَفِیًّا۔

یعنی میں خُدا سے تیرے لئے بخشش مانگونگا

اس وعدے کے موافق آپ برابر استغفار کرتے رہے۔ چنانچہ دوسری جگہ وَاغْفِرْ لِاَبِیْ فرمانے کی تصریح ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں تھا۔ کہ ابراہیم علیہ السلام ایک مُشرک کی حالت شرک پر قائم رہتے ہوئے مغفرت چاہتے تھے۔ نہیں غرض یہ تھی کہ اس کو توفیق دے کہ حالت شرک سے نکال کر آغوشِ اسلام میں لایا جائے۔ اور قبولِ اسلام اُس کی خطاؤں کے معاف ہونے کا سبب ہے۔

ابراہیم علیہ السلام کے استغفار کو قرآن میں پڑھ کر بعض صحابہ کے دلوں میں خیال آیا کہ ہم بھی اپنے مشرک والدین کے حق میں استغفار کریں۔ اس کا جواب حق تعالیٰ نے دیا۔ کہ ابراہیم علیہ السلام نے وعدہ کی بنا پر صرف اس وقت تک اپنے باپ کے لئے استغفار کیا۔ جب تک یقینی طور سے واضح نہیں ہوا تھا۔ کہ اُسے کفر و شرک اور خدا کی دشمنی پر مرنا ہے۔ کیونکہ مرنے سے پہلے احتمال تھا کہ توبہ کرکے مسلمان ہو جائے۔ اور بخشا جائے

(باقی صفحہ ۱۸ پر)



جناب محمد شفیع عمرالدین صاحب (ٹھٹھہ)

(۳)

یتیموں کے ساتھ سلوک

ان کی بہتری اور بھلائی کا خیال رکھو۔

ان کے مال میں ناجائز خورد و بُرد نہ کرو۔

وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ۚ

(الانعام آیت ۱۵۱)

ترجمہ:۔ اور سوائے کسی بہتر طریقہ کے یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ۔ یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچے۔

ایک لمحہ کے لئے سرکار دو عالم کی یتیمی پہ نظر ڈالئے۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے پہلے آپؐ کے والد وفات پا گئے تھے۔ ہنوز عمر گرامی چھ سال کی تھی کہ والدہ صاحبہ نے بھی وصال فرمایا۔ اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم یتیم رہ گئے۔ ارشاد باری تعالےٰ ملاحظہ فرمائیے!

أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ (الضحیٰ)

ترجمہ:۔ بھلا نہیں پایا تجھ کو یتیم پھر جگہ دی اگرچہ آپؐ بچپن میں یتیم ہو گئے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے آپؐ کے لئے ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ آپؐ کے خاندان کے سب سے بڑے آدمی (عبدالمطلب) آپؐ کی تربیت پہ لگ گئے۔ اور اس کے بعد آپؐ کے چچا نے پرورش کا بار اُٹھایا۔ یتیموں کی خبرگیری بھی اللہ سے عزت حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔

كَلَّا ۖ بَل لَّا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ ۝

(الفجر)

ترجمہ:۔ ہرگز نہیں بلکہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے "یعنی خدا کے ہاں تمہاری عزت کیوں ہو جب تم بیکس یتیموں کی عزت اور خاطر مدارات نہیں کرتے۔" (حاشیہ حضرت مولینا عثمانیؒ)

اس لئے یتیموں کو بلا وجہ دبانا اور ڈانٹنا منع ہے۔

فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ (الضحیٰ)

ترجمہ:۔ پھر یتیم کو دبایا نہ کرو۔

حاصل کلام۔ یتیم وبیکس کی مدد کرو۔ اور اسے کچلنا اپنا شیوہ نہ بناؤ۔

افسوس بے دین دنیا دار جو آخرت کی زندگی سے غافل ہے۔ اور قیامت کے دن کو جھٹلاتا ہے اس کا یتیم کے ساتھ یہ رویہ ہے۔

فَذَٰلِكَ الَّذِي يَدُعُّ الْيَتِيمَ ۝ (ماعون)

ترجمہ:۔ پس وہ وہی ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے یعنی ہمدردی اور غمخواری تو درکنار اس کے ساتھ نہایت سنگدلی اور بد اخلاقی سے پیش آتا ہے۔"

(حضرت مولینا عثمانیؒ)

یتیم کی پرورش کرنے والے کے لئے جنت بریں کی بشارت ہے۔

حدیث:۔ حضرت سہل بن سعدؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی کو جوڑ کر فرمایا۔ میں اور یتیم کا سرپرست جنت میں اس طرح (ساتھ) ہوں گے:

(بخاری کتاب الادب)

۴۔مساکین کے ساتھ سلوک

ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہیئے۔ انہیں حقارت کی نظر سے نہ دیکھنا چاہیئے۔ کل کو ایک مسکین تونگر اور ایک تونگر مسکین ہو سکتا ہے۔ یہ اللہ کی دین ہے وہ جسے جو چاہے دے۔

باغ والوں کا واقعہ ہماری عبرت کے لئے کافی ہے۔

ان باغ والوں نے یہ بات ٹھانی کہ باغ کا پھل منہ اندھیرے جا کر توڑ لیں تاکہ کوئی مسکین باغ میں نہ آنے پائے۔ اور انہیں کچھ دینا نہ پڑے۔

أَن لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُم مِّسْكِينٌ ۝

(القلم آیت ۲۴)

ترجمہ:۔ کہ تمہارے باغ میں آج کوئی محتاج نہ آنے پائے۔

مسکینوں کی حق تلفی کی گئی۔ حالانکہ جب میوہ چُنا جاتا تو ان کو جو تھوڑا بہت مل جاتا تھا اس پہ راضی ہو جاتے تھے۔ باغ رات کو آگ کی لپیٹ میں آکر جل کر راکھ کا ڈھیر بن کر رہ گیا۔

تارکِ زکوٰۃ جو مساکین کا حق اپنے مال سے نہیں دیتا اسے بھی اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔

حضرت خضر علیہ السلام کے کشتی توڑنے کے واقعہ پہ غور فرمائیے کہ کس طرح آپ مسکینوں کی روٹی کی فکر کشتی توڑ کر فرماتے ہیں۔

أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسَاكِينَ يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ فَأَرَدتُّ أَنْ أَعِيبَهَا وَكَانَ وَرَاءَهُم مَّلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا ۝

(الکھف آیت ۷۹)

ترجمہ:۔ جو کشتی تھی سو وہ محتاج لوگوں کی تھی جو دریا میں مزدوری کرتے تھے۔ پھر میں نے اس میں عیب کر دینا چاہا۔ اور ان کے آگے ایک بادشاہ تھا۔ جو ہر ایک کشتی کو زبردستی پکڑ رہا تھا۔

آپ نے ملاحظہ فرما لیا کہ کشتی کا تختہ توڑنے میں حضرت خضر علیہ السلام کا منشا یہ تھا۔ کہ مسکین روزی کما سکیں۔ اور کشتی عیب دار اور شکستہ حالت میں دیکھ کر بادشاہ پکڑ نہ لے۔ اس سے ہمیں یہ سبق ملا کہ مسکینوں کی روزی کی فکر کرنی چاہیئے۔ ان کے لئے ایسے اسباب مہیا کرنے چاہئیں۔ جن سے وہ باعزت روزی کما سکیں

جنتی جب دوزخیوں سے پوچھیں گے کہ کس چیز نے تمہیں دوزخ میں ڈالا۔ من جملہ دیگر باتوں کے ایک بات وہ یہ بیان کریں گے۔

لَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ ۝

(المدثر آیت ۴۴)

ترجمہ:۔ ہم مسکینوں کو کھانا نہ کھلاتے تھے۔

حدیث:۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ مجھ کو مسکین رکھ۔ مسکین فوت کر اور مسکینوں کے زمرہ میں میرا حشر کر۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا یا رسولؐ اللہ یہ کیوں۔ آپؐ نے فرمایا اس لئے کہ مسکین جنت میں دولتمندوں سے چالیس برس پہلے داخل ہوں گے۔ عائشہؓ کسی مسکین کو اپنے دروازے سے خالی ہاتھ نہ جانے دو۔ اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی ہو۔ عائشہؓ مسکینوں سے محبت کر۔ اور ان کو اپنے سے قریب کر (یعنی اپنی مجلسوں میں ان کو رکھ) خدا تعالیٰ قیامت کے دن تجھ کو اپنے قریب رکھیگا۔ (مشکوٰۃ)

۵۔ہمسایہ، قریبی اور اجنبی

بقول حضرت عثمانیؒ "ہمسایۂ قریب اور غیر قریب سے مراد قرب و بُعد نسبی ہے۔ یا قرب و بُعد مکانی۔ صورت اولیٰ میں یہ مطلب ہوگا کہ ہمسایۂ قرابتی کا حق ہمسایہ اجنبی سے زیادہ ہوگا۔ اور صورت ثانیہ کا مدعا یہ ہوگا کہ پاس کے ہمسایہ کا حق ہمسایۂ بعید یعنی جو کہ فاصلہ پہ رہتا ہے اس سے زیادہ ہے۔"

حدیث ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ خدا کے نزدیک دوستوں میں سے بہترین دوست وہ ہیں جو اپنے دوست کے خیر خواہ ہوں ۔ اور بہترین پڑوسی خدا کے نزدیک وہ ہیں جو اپنے ہمسایہ کے خیر خواہ ہوں ۔ (مشکوٰۃ)

۶ ۔ پاس بیٹھنے والے

یہ بھی حسن سلوک کے مستحق ہیں ۔

" پاس بیٹھنے والے میں رفیق سفر اور پیشہ کے اور کام کے شریک اور ایک آقا کے دو نوکر اور ایک اُستاد کے دو شاگرد ۔ اور دوست اور شاگرد اور مرید وغیرہ سب داخل ہیں (حضرت عثمانی رح)

حاصل کلام ، اللہ کا بندہ ہر ایک کے لئے مجسمہ رحمت ہے ۔ ہر ایک کے ساتھ اخلاق سے پیش آتا ہے ۔

ریل وغیرہ کے سفر میں اپنے ہمسفروں کے ساتھ اُلجھنے والے ذرا غور فرمائیں کہ انہیں کیا کرنا چاہئے تھا ۔ اور کیا کر رہے ہیں ۔

حدیث ۔ حضرت ابی درداءؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چیز یں قیامت کے دن مومن کے اعمال کی ترازو میں رکھی جائینگی ۔ ان میں سب سے وزنی چیز حسن خلق ہے ۔ اور خدا تعالیٰ فحش بکنے والے بیہودہ گو کو اپنا دشمن سمجھتا ہے (مشکوٰۃ)

۷ ۔ مسافروں کے ساتھ سلوک

ان کے ساتھ بھی نیکی کرو ۔ مہمان بھی مسافر کے زمرے میں آجاتا ہے ۔

حضرت ابراہیم کے مہمان

جو فرشتے اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو تباہ کرنے کے لئے مقرر فرمائے تھے وہ مہمانوں کی صورت میں اول حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس گئے ۔ ان کے سلام کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے محسوس کیا کہ وہ اجنبی ہیں ۔ اس کے باوجود آپ فوراً ان مہمانوں کی خدمت کے لئے کمر بستہ ہو گئے ۔ چپکے سے گھر والوں کے پاس گئے ۔ اور بھنا ہوا گوشت ان کے لئے لے آئے

فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ۙ (الذریٰت آیت ۲۶)

ترجمہ :۔ اور ایک موٹا بچھڑا (تلا ہوا) لایا یعنی مہمانوں سے بنا پوچھے اول ان کی خورد نوش کا انتظام فرمایا ۔

جب یہی فرشتے مہمانوں کی حیثیت سے حضرت لوط علیہ السلام کے پاس گئے ۔ تو وہ تباہ ہونے والی بدبخت قوم بدنیتی سے آئی ۔ تو آپ نے قوم کو خطاب فرمایا ۔

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِىْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ۙ

ترجمہ :۔ یہ لوگ میرے مہمان ہیں ۔ سو مجھے ذلیل نہ کرو ۔

یعنی انہیں رسوا کر کے مجھے ذلیل مت کرو ۔ کیونکہ مہمان کی خدمت اور خاطر تواضع کرنی لازم ہے ۔

حدیث ۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص خدا اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہو ۔ وہ ہمسایہ کو دکھ نہ دے ۔ اور جو شخص خدا اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہو ۔ وہ اپنے مہمان کی خاطر تواضع کرے ۔ اور جو شخص خدا اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہو ۔ وہ بھلی بات کہے یا خاموش رہے ۔

(بخاری ۔ کتاب الادب)

۸ ۔ غلاموں کے ساتھ سلوک

ان کے ساتھ بھی نیکی کرنے کا حکم ہے ۔

حضرت شیخ الاسلام عثمانیؒ فرماتے ہیں ۔

" اور مال مملوک غلام اور لونڈی کے علاوہ دیگر حیوانات کو بھی شامل ہے "

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِى الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۚ (لقمٰن آیت ۱۸)

ترجمہ ۔ اور لوگوں سے اپنا رُخ نہ پھیر اور زمین پر اترا کر نہ چل بے شک اللہ کسی تکبر کرنے والے فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا ۔

" حضرت لقمان علیہ السلام اپنے لخت جگر کو تکبر نہ کرنے کی وصیت کرتے ہیں ۔ کہ ایسا نہ کرنا کہ اللہ کے بندوں کو حقیر سمجھ کر ان سے منہ موڑ لے ۔ اور مسکینوں سے بات کرتے بھی شرمائے ، منہ موڑے ہوئے باتیں کرنا بھی غرور میں داخل ہے ، باچھیں پھاڑ کر لہجہ بدل کر حاکمانہ گھمنڈ کے ساتھ بات چیت کرنے کی ممانعت ہے ..... اترا کر غرور و تکبر سے نہ چلو یہ چال اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے ۔ " (حضرت ابن کثیرؒ)

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِىْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۚ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ۙ (الحدید آیت ۲۱)

ترجمہ ۔ جو کوئی مصیبت زمین پر یا خود تم پر پڑتی ہے ۔ وہ اس سے پیشتر کہ ہم اسے پیدا کریں ۔ کتاب میں لکھی ہوئی ہے تاکہ جو چیز تمہارے ہاتھ سے جاتی رہے ۔ اس پر رنج نہ کرو ۔ اور جو تمہیں دے اس پر اتراؤ نہیں ۔ اور اللہ کسی اترانے والے شیخی خورے کو پسند نہیں کرتا ۔

زمین کی مصیبتیں خشک سالی ، قحط سالی ، زلزلہ ، سیلاب وغیرہ ہیں ۔

خود پر آنے والی مصیبتیں ، دکھ درد بیماریاں وغیرہ ہیں ۔

حدیث ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوقات کی تقدیروں کو لکھا تھا جب اس کا عرش پانی پر تھا ۔ (مشکوٰۃ)

حدیث ۔ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے جو زہر آلود بکری کا گوشت تناول فرمایا تھا ، اس کی ہر سال تکلیف آپ کو ہوتی ہے ۔ آپ نے فرمایا ۔ جو چیز (یعنی اذیت ، تکلیف بیماری) مجھ کو پہنچتی ہے ۔ وہ میرے لئے اس وقت لکھی گئی تھی ، جبکہ (حضرت) آدم (علیہ السلام) مٹی کے اندر تھے ۔

تقدیر پر ایمان لانا ایمان کا ایک جز ہے ۔ حدیث میں تقدیر کو جھٹلانے والے پر لعنت ہے ۔ مگر انسان کو چاہئیے کہ مقدر پر بھروسہ کر کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہ بیٹھ جائے ۔ عمل کرتا رہے ۔ اپنی کوشش میں کمی نہ کرے ۔ انجام اللہ پر چھوڑے ۔

لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ۝ (النحل آیت ۲۳)

ترجمہ ۔ ضرور اللہ جانتا ہے ۔ جو کچھ چھپاتے ہیں ۔ اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں ۔ بے شک وہ غرور کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ۔

اللہ تعالیٰ نافرمانوں کی ہر حرکت سے واقف ہے ان کی باغیانہ حرکات اسے پسند نہیں ۔ وہ ایک دن اپنے کئے کی خوب سزا بھگتیں گے ۔

لندن سے شمشیر علی خان صاحب کا خط

سلام مسنون ۔ بندہ کا جو مضمون ۲۹ جنوری ۱۹۶۰ء اور ۵ فروری ۱۹۶۰ء کے خدام الدین میں شائع ہوا جس کے بارے میں بے شمار خطوط پاکستان سے بندہ کو ملے ۔ ان تمام صاحبان کا بے حد شکریہ ، ہر شخص کو علیحدہ خط لکھنا مشکل ہے ۔ کیونکہ انگلینڈ میں اگر کوئی فوت ہو جائے تو اتوار کو دفن کرتے ہیں ، ۷ دن مردہ گھر میں پڑا رہتا ، اس ملک کی زندگی اتنی مصروف ہے ، باقی رسالہ خدام الدین لاہور انگلینڈ میں مقیم پاکستانیوں کو مفت مل سکتا ہے

مولانا ابوالخیر صاحب حقانی

غنچۂ احادیث

(۱) صورتِ عمل پر نہیں رجحان — إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ
اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔

(۲) تختِ شاہی کو وہ کرے گا کیا؟ — مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ
جو شخص لا الٰہ کہہ لے (اور اخلاص ہو) جنت میں داخل ہوگا

(۳) کہہ گئے یہ ہادیؐ — لَا نَبِيَّ بَعْدِي
میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

(۴) کیا ہی اعلیٰ انہیں ملی ہے شان — خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ
تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن مجید سیکھے۔

(۵) دیکھ لو یہ حوالہ — كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ
دین میں ہر نئی چیز بدعت ہے۔

(۶) ہے شان میری اعظم — أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ
میں تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں۔

(۷) ہے جنّتی بشارت — دُمْ عَلَى الطَّهَارَةِ۔
طہارت پر ہمیشگی اختیار کرو۔

(۸) چھوڑ دے سب ہوس — اَلْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ
دولتمندی دل کی دولتمندی ہے۔

(۹) اُلفت کا جادو — تَهَادَوْا۔ تَحَابُّوا
آپس میں ہدیے دو، محبت بڑھے گی۔

(۱۰) ہمّت ہو مسلسل — قَيِّدْ وَتَوَكَّلْ
(اونٹ کو) باندھ کر پھر توکل کر۔

(۱۱) جان نہ جان — كَمَا تَدِينُ تُدَانُ
جیسا کروگے ویسا بھروگے۔

(۱۲) آیا عرش سے پیغام — كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ
ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

(۱۳) راضی رب — لَا تَغْضَبْ
غصہ نہ کر۔

(۱۴) رب ہے اک — لَا تُشْرِكْ
شرک نہ کر۔

بقیہ تجلیاتِ مجددِ الفِ ثانی صفحہ ۱۰ سے آگے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جس کسی پر اپنے بھائی کا کسی قسم کا کوئی حق ہو اس کو چاہیئے کہ دنیا ہی میں اس کو معاف کرا لے کل دن کے آنے سے پہلے کہ اس کے پاس کوئی دینار و درہم نہ ہوگا۔ اگر اس کے پاس کوئی عمل صالح ہوگا تو اس حق کے بقدر اس عمل کو لے لیا جائے گا۔ اور اس کے پاس حسنات نہ ہوں گے۔ تو مقدار کے گناہ لے کر اس پر لاد دیئے جائے جائیں گے ــــ آپ نے صحابہؓ سے ایک مرتبہ فرمایا کہ جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ درہم ہوں نہ مال و متاع۔ فرمایا نہیں میری امت کا مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز روزہ زکوٰۃ سب اعمال حسنہ لے آ کر آیا۔ لیکن اس حال میں کہ کسی کو گالی دی تھی کسی پر تہمت دھری تھی۔ کسی کا مال غصب کر لیا تھا۔ کسی کا خون بہا دیا تھا۔ کسی کو زد و کوب کیا تھا۔ پس سب آدمیوں کو اس شخص کے حسنات دے دیئے جائیں گے اور جب حسنات ختم ہو جائیں گے۔ تو ان لوگوں کی خطائیں لے کر اس پر ڈال دی جائیں گی۔ پھر اس کو جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔ آخر میں اس امر کا بھی شکریہ ادا کر دوں کہ آپ کے وجود سے بلدہ معظمہ لاہور میں بہت سے احکام شرعیہ اس نازک دور میں رواج پذیر ہیں اور آپ کے ذریعہ اس مقام پر تقویت دین اور ترویج ملت حاصل ہیں۔ یہ شہر لاہور فقیر کے نزدیک تمام بلاد ہندوستان کے لیے "قطب ارشاد" جیسا ہے۔ اس شہر کی خیر و برکت تمام بلاد ہندوستان میں جاری و ساری ہوتی ہے۔ اگر اس جگہ دین کی ترویج و اشاعت ہے تو تمام مقامات پر ترویج و اشاعت متحقق ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کا ناصر و مؤید ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ مخالفان اسلام پر غالب اور دین حق پر قائم رہے گا۔ وہ شخص جو اس کی امداد ترک کرے گا۔ اس کو نقصان نہ پہنچا سکیگا یہاں تک کہ آئے گی قیامت اور وہ اسی حال پر ہوگا۔ چونکہ آپ کو حضرت معرفت پناہی قبلہ گاہی خواجہ باقی باللہ سے رشتۂ محبت تھا۔ اس لئے یہ چند کلمات لکھے گئے زیادہ لکھنا طول کا باعث ہے

(باقی آئندہ)

بقیہ صلہ رحمی

(صفحہ ۴ سے آگے)

پھر جب کفر و شرک پر خاتمہ ہونے سے صاف کھل گیا۔ کہ وہ حق کی دشمنی سے باز آنے والا نہ تھا تو ابراہیم علیہ السلام اُس سے بالکل بیزار ہو گئے اور دعا و استغفار وغیرہ بالکل ترک کر دیا پہلے نرم دلی اور شفقت سے دُعا کرتے رہے جب توبہ اور رجوع کے احتمالات منقطع ہو گئے۔ تو آپ نے اس کی خیر خواہی سے ہاتھ اُٹھا لیا۔ اور اس حادثہ کو پیغمبرانہ صبر و تحمل سے برداشت کیا۔

(شیخ الاسلام حضرت مولانا عثمانی رح)

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۵ پ ۲۰ ع ۹

(ترجمہ) تو راہ پر نہیں لاتا جس کو چاہے پر اللہ راہ پر لائے جس کو چاہے اور وہی خوب جانتا ہے جو راہ پر آئیں گے۔

حضرت شاہ عبد القادر رح لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابو طالب کے واسطے بہت کوشش کی کہ مرتے وقت کلمہ پڑھ لے اس نے قبول نہ کیا اس پر یہ آیت اُتری۔

یعنی جس سے تم کو طبعی محبت ہو یا دل چاہتا ہو کہ فلاں کو ہدایت ہو جائے لازم نہیں کہ ایسا ضرور ہو کر رہے آپ کا کام صرف رستہ بتانا ہے۔ آگے یہ کہ کون رستہ پر چل کر منزل مقصود تک پہنچتا ہے۔ کون نہیں پہنچتا۔ آپ کے قبضہ اختیار سے خارج ہے۔ اللہ کو اختیار ہے۔ جسے چاہے قبول حق اور وصول الی المطلوب کی توفیق بخشے۔

کسی کو کسی شخص کے راہ پہ لانے کا اختیار کیا ہوتا۔ علم بھی نہیں ہے۔ کہ کون راہ پہ آنے والا ہے۔ یا آنے کی قابلیت رکھتا ہے۔ بہرحال اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی فرما دی کہ آپ جاہلوں کی لغو گوئی اور معاندانہ شور و شغب یا اپنے خاص اعزہ و اقارب کے اسلام نہ لانے سے غمگین نہ ہوں۔ جس قدر آپ کا فرض ہے۔ وہ ادا کئے جائیں۔ لوگوں کی قابلیتیں مختلف ہیں۔ اللہ ہی کے علم و اختیار میں ہے۔ کہ ان میں سے کسے راہ پر لایا جائے۔ یہی بات آپ کے متبعین کو بھی پیش آتی ہے کہ ان کی اولاد اعزہ و اقارب اور احباب اسلام کے ارکان پر عمل درآمد نہیں کرتے اور انہیں اس میں بڑی کوفت ہوتی ہے۔ مگر انہیں ان کا بائیکاٹ نہیں کرنا چاہئے بلکہ انہیں وعظ و نصیحت اور نرم دلی سے سمجھاتے رہنا چاہیئے۔

(شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی)

دینی مدارس

جامعہ رحیمیہ جھنگ صدر

میں داخلہ طلباء ۲۵ شوال المکرم تک رہے گا

جامعہ ہذا میں عربی۔ فارسی اور قرآن پاک کے حفظ و ناظرہ کے خاص انتظام کے علاوہ اس سال درجہ پرائمری شروع کیا گیا ہے جس میں مروجہ نصاب کے علاوہ قرآن پاک، اسلامیات، سیرت اور تاریخ اسلام وغیرہ مضامین ہیں۔

دوسرے درجہ حفاظ بھی عمل میں لایا گیا ہے۔ جس میں حفظ قرآن کے علاوہ مشق تجوید کے رسائل فقہ، تاریخ و سیر، اردو، حساب، جغرافیہ وغیرہ لازمی ہیں۔

تیسرے زنانہ شاخ میں پردے کا خاص انتظام ہے۔ جس میں تجوید کے ساتھ قرآن پاک کے علاوہ امسال اُردو بھی رکھی گئی ہے۔

چوتھے جامعہ کی طرف سے پبلک کے لئے ایک دار المطالعہ اور رات کو تعلیم بالغاں کا انتظام بھی کیا گیا ہے۔ لہٰذا ارباب شوق اس سنہری موقعہ سے فائدہ اٹھائیں۔

(مولانا محمد عبد الحلیم مہتمم جامعہ رحیمیہ جھنگ صدر)

مدرسہ عربیہ حنفیہ لاہور

طالبان علوم نبویہ کے لئے خوشخبری ہے کہ ۱۰ شوال سے جامع المعقول والمنقول مولانا حافظ عبد الحمید صاحب کیتھلوی "مدرسہ عربیہ حنفیہ بہاولپور ہاؤس لاہور" میں درس و تدریس شروع کر رہے ہیں۔ طلباء درخواست داخلہ مہتمم صاحب مدرسہ کے نام بھیج دیں۔ طلباء کے خورد و نوش کا انتظام مدرسہ کے ذمہ ہوگا۔

(مولانا محمد عبد العلیم قاسمی مہتمم مدرسہ عربیہ حنفیہ بہاولپور ہاؤس لاہور)

مدرسہ عربیہ شہداد پور

مدرسہ عربیہ حسینیہ تعلیم القرآن مکہ مسجد شہداد پور کا داخلہ بتاریخ ۵ شوال تا ۲۰ شوال جاری رہے گا ایک تجربہ کار عالم دین کی خدمات حاصل کی جا رہی ہیں۔ جو کئی سال کتب عربیہ پڑھاتے رہے ہیں۔ نیز طلباء کرام کو دیگر ضروریات کے علاوہ ماہوار وظیفہ بھی دیا جاوے گا۔ اُمید ہے کہ طلباء اس نادر موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیں گے (مولوی) رحمت اللہ خادم مدرسہ عربیہ حسینیہ تعلیم القرآن مکہ مسجد شہداد پور سندھ

دار العلوم حقانیہ کے سالانہ اجلاس میں

حضرت شیخ التفسیر کی شمولیت

۲۴-۲۵ اپریل اتوار، پیر کو دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا عظیم الشان سالانہ اجلاس و دستار بندی نہایت تزک و احتشام سے منعقد ہو رہا ہے۔ اس اجتماع میں حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب دامت برکاتہم نے گوناگوں مشاغل کے باوجود شمولیت منظور فرمائی ہے۔ حضرت شیخ التفسیر مدظلہ ۲۴ر اپریل کی صبح خیبر میل سے پہنچ رہے ہیں۔ آپ نوشہرہ پہنچ کر نوشہرہ کے متوسلین کی خواہش پر گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ نوشہرہ میں قیام فرما دیں گے اور پھر دار العلوم تشریف لے جائیں گے۔ جہاں حضرت شیخ التفسیر و دیگر اکابر کے ہاتھوں فضلاء دار العلوم کی دستار بندی ہوگی۔ اس اجتماع میں صدر نظام العلماء مدظلہ کے علاوہ مولانا غلام غوث ہزاروی ناظم نظام العلماء حضرت مولانا شمس الحق افغانی صدر وفاق المدارس حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی حضرت مولانا خیر محمد صاحب ملتان۔ حضرت مولانا نصیر الدین غورغشتی اور دیگر بے شمار علماء شمولیت فرما رہے ہیں۔

طلباء علوم عربیہ کے لئے

ضروری اطلاع

(۱) مدرسہ اسلامیہ مخزن العلوم والفیوض خانپور میں امسال جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب گمانوی مدظلہ، صدر المدرسین کے عہدہ پر تشریف لا چکے ہیں۔ یکم ذی قعدہ تک داخلہ رہے گا۔ طلبہ دورہ حدیث جلدی تشریف لائیں

(۲) حضرت شیخ التفسیر والحدیث مولانا محمد عبد اللہ صاحب درخواستی مدظلہ العالی امسال بوجہ قرعہ اندازی میں نام نہ آنے کے حج مبارک پر تشریف نہیں لے گئے۔ نیز آخر رمضان میں آپ بیمار ہو گئے تھے۔ اب بفضلہ تعالیٰ رُو بصحت ہیں۔ بدستور سابق مدرسہ ہذا میں آپ تدریس و تعلیم کا کام سنبھال رہے ہیں۔

(منجانب ادارہ مدرسہ مخزن العلوم خانپور)

خدام الدین لاہور کا تازہ پرچہ

میسرز عبد الستار، عبد الغفار نیوز ایجنٹ شجاع آباد مولوی اللہ بخش صاحب نیوز ایجنٹ قادر پور راں ضلع ملتان سے مل سکتا ہے۔

بچوں کا صفحہ

عشق الٰہی

(جناب حاجی کمال الدین صاحب مدرس لاہور کارپوریشن)

ایک مرتبہ ہارون رشید حج کو جا رہے تھے راستہ میں کوفہ میں چند روز قیام کیا۔ جب وہاں سے روانگی کا وقت قریب ہوا تو لوگ بادشاہ کی سواری کی سیر کے شوق میں شہر سے باہر بہت سے جمع ہو گئے۔ بہلول مجنون بھی پہنچ گئے۔ اور راستہ میں ایک کوڑی پر بیٹھ گئے۔ بچے ان کو ہروقت ستایا ہی کرتے تھے۔ ڈھیلے مارتے، مذاق کرتے وہ حسب دستور اُن کے گرد جمع ہو گئے۔ جب بادشاہ کی سواری قریب آئی۔ تو بچے تو سب اِدھر اُدھر ہو گئے۔ انہوں نے زور سے آواز دے کر کہا۔ اے امیرالمؤمنین اے امیرالمؤمنین ہارون رشید نے سواری کا پردہ اٹھایا۔ اور کہنے لگا۔ لبیک یا بہلول، لبیک یا بہلول۔ بہلول میں حاضر ہوں، بہلول میں حاضر ہوں۔ کہو کیا کہتے ہو۔ انہوں نے کہا مجھ سے ایمنؓ نے یہ حدیث بیان کی کہ حضرت قدامہؓ یہ کہتے ہیں۔ کہ جب حضورؐ حج کو تشریف لے جا رہے تھے۔ تو میں نے منیٰ میں آپ کو ایک اونٹ پر سوار دیکھا۔ جس پر معمولی کجاوہ تھا۔ نہ لوگوں کو سامنے سے ہٹانا تھا۔ نہ ہٹو بچو کا شور تھا۔ امیرالمؤمنین تیرا بھی اس سفر میں تواضع سے چلنا تکبر سے چلنے سے بہتر ہے۔

ہارون رشید یہ سُن کر رونے لگے۔ پھر کہا بہلول کچھ اور نصیحت کرو۔ اللہ تعالےٰ تم پر رحم کرے۔ بہلول نے یہ سُن کر دو شعر پڑھے۔ جن کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ مان لے تسلیم کر لے کہ تو ساری دُنیا کا بادشاہ بن گیا۔ اور ساری دُنیا کی مخلوق تیری مطیع ہو گئی پھر کیا ہوا۔ کل کو تو بہرحال تیرا ٹھکانا قبر کا گڑھا ہے۔ ایک اِدھر سے مٹی ڈال رہا ہوگا۔ ایک اُدھر سے مٹی ڈالتا ہوگا۔ اس پر ہارون رشید پھر بہت روئے اور کہنے لگے۔ بہلول تم نے بہت اچھی بات کہی۔ کچھ اور کہو۔ بہلول نے کہا۔ امیرالمؤمنین جس شخص کو حق تعالےٰ شانہٗ مال اور جمال عطا کرے۔ اور وہ اپنے مال کو اللہ کے راستے میں خرچ کرے۔ اور اپنے جمال کو گناہوں سے محفوظ رکھے۔ وہ اللہ تعالےٰ کے دیوان میں نیک لوگوں میں لکھا جاتا ہے۔

ہارون رشید نے کہا تم نے بہت اچھی بات کہی۔ اس کا صلہ (انعام) ملنا چاہیئے بہلول نے کہا کہ انعام کا روپیہ ان لوگوں کو واپس کر جن سے (ٹیکس وغیرہ کے طور پر) لے رکھا ہے۔ مجھے تیرے انعام کی ضرورت نہیں۔ ہارون رشید نے کہا کہ اگر تمہارے ذمّہ کسی کا قرض ہو تو میں ادا کر دوں۔ بہلول نے کہا کہ امیرالمؤمنین قرض سے قرض ادا نہیں کیا جاتا۔ (یعنی یہ روپیہ جو تیرے پاس ہے۔ یہ خود دوسروں کا حق ہے جو تیرے ذمہ ان کا قرض ہے) حق والوں کا حق واپس کرو۔ پہلے اپنا قرضہ ادا کرو۔ پھر دوسروں کے قرضے کو پوچھنا۔

ہارون رشید نے کہا۔ تمہارے لئے کوئی وظیفہ مقرر کر دیں جس سے تمہارے کھانے کا انتظام ہو جائے بہلول نے کہا کہ میں اور تم دونوں اللہ تعالےٰ کے بندے ہیں۔ یہ محال ہے۔ کہ وہ تمہاری روزی کا تو فکر رکھے۔ اور میری روزی کا فکر نہ فرمائے۔ اس کے بعد ہارون رشید نے سواری کا پردہ گرایا اور آگے چل دیئے۔

(روض)

ہارون رشید کی یہ مشہور بات ہے کہ نصیحت کے سُننے پر بہت کثرت سے رویا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حج کو جا رہے تھے۔ تو سعدون مجنونؒ راستہ میں سامنے آ گئے اور چند شعر پڑھے۔ جن کا مطلب یہی تھا۔ کہ مان لو کہ تم ساری دُنیا کے بادشاہ بن گئے۔ لیکن کیا آخر موت نہ آئیگی۔ دُنیا کو اپنے دشمنوں کے لئے چھوڑ دو۔ جو دنیا آج تمہیں خوب ہنسا رہی ہے یہ کل کو تمہیں خوب رلائیگی یہ اشعار سُن کر ہارون رشید نے ایک چیخ ماری بے ہوش ہو کر گر گئے اور اتنے طویل وقت تک بے ہوشی رہی کہ تین نمازیں قضا ہو گئیں

(روض)

ان کی انگوٹھی کی مہر تھی (العظمۃ والقدرۃ للہ) ہر قسم کی بڑائی اور ہر نوع کی قدرت صرف اللہ جل شانہٗ کے لئے ہے۔ یہ مضمون گویا ہر وقت نگاہ کے سامنے رہتا تھا۔

حضرت مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ بصرہ کے جنگل میں جا رہا تھا میں نے حضرت سعدون کو دیکھا جو سعدون مجنون کے نام سے مشہور تھے۔ میں نے ان سے پوچھا۔ کیا حال ہے۔ کہنے لگے۔ ایسے شخص کا کیا حال پوچھتے ہو۔ جو صبح شام ہر وقت ایک طویل سفر کے لئے تیار بیٹھا ہو۔ اور سفر کے لئے توشہ کسی قسم کا بھی نہ ہو۔ نہ کوئی سفر کا سامان سواری وغیرہ اس کے پاس ہو۔ اور اُس کو ایسے مولیٰ کے پاس جانا ہو۔ جو نہایت عادل۔ بڑا کریم اور وہ لوگوں کے درمیان اس وقت فیصلہ کر دے گا۔ یہ کہہ کر وہ بہت زیادہ رونے لگے۔ میں نے پوچھا۔ کہ رونے کی کیا بات ہے۔ کہنے لگے کہ میں نہ تو دُنیا کے چھوٹنے پر رو رہا ہوں۔ نہ موت سے گھبرا کر رو رہا ہوں۔ بلکہ اپنی عمر کے اُس دن پر رو رہا ہوں۔ جو کسی نیک عمل سے خالی رہ گیا ہو۔ خدا کی قسم مجھے اپنے سامان کی کمی رلا رہی ہے۔ سفر بہت طویل اور بڑی مشقت کا ہے۔ بہت سی گھاٹیاں اس سفر میں پیش آتی ہیں۔ اور میرے پاس سفر کا کوئی بھی سامان موجود نہیں ہے۔ اور اس سفر کی سب مصائب برداشت کرنے کے بعد یہ بھی پتہ نہیں کہ جنّت میں جاؤں گا یا جہنّم میں ڈال دیا جاؤں گا میں نے اُن سے یہ حکمت کی باتیں سُن کر کہا کہ لوگ آپ کو مجنون کہتے ہیں۔ آپ تو بڑی اچھی باتیں کرتے ہیں۔ کہنے لگے کہ تم بھی دُنیا داروں کے کہنے سے دھوکہ میں پڑ گئے۔ مجھے جنون نہیں ہے۔ میرے آقا کی محبت میرے دل میں میرے جگر میں۔ میرے گوشت میں۔ میری ہڈیوں میں گھس گئی ہے۔ اس کے عشق میں میں حیران و پریشان رہتا ہوں۔ (اس کی وجہ سے دُنیا کے پاگل مجھے مجنون کہتے ہیں) میں نے پوچھا کہ آپ لوگوں سے بھاگتے ہیں (جنگل میں پڑے رہتے ہیں۔ اس پر انہوں نے دو شعر پڑھے۔ جن کا ترجمہ یہ ہے کہ آدمیوں سے ہمیشہ دُور رہ اور اللہ جل شانہٗ کی ہمنشینی ہر وقت اختیار کر تو آدمیوں کا جس حالت میں دل چاہے تجربہ کرے تو ہر حالت میں ان کو بچھو پائیگا کہ تکلیف پہنچانے کے سوا ان کا کوئی کام نہ ہوگا۔

(روض)

ایڈیٹر
عبد المنان چوھان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ محکمہ جیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم ۱- لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۱۶۳۲۱/۹ - مورخہ ۳ر مئی سنہ ۱۹۵۶ء
۲- پشاور ریجن " " ۲۴۸۱/۲۴۳T.B.C - مورخہ ۷ر ستمبر سنہ ۱۹۵۶ء

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا۔